خُدا چاہتا ہے

رضائے محمد ﷺ

(حصہ اول)

تألیف

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

تخریج و حواشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی فون: 32439799

نام کتاب	:	خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
مؤلف	:	حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ
تخریج وحواشی	:	حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم
نظر ثانی	:	حضرت علامہ مولانا مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ
		حضرت مولانا محمد عابد قادری
سن اشاعت	:	ربیع الاول ۱۴۳۱ھ/مارچ ۲۰۱۰ء
تعداد اشاعت	:	۳۰۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

حمد اُسی پروردگارِ عالم کو لائق ہے، جس نے امرِ کُن سے تمام جہان پیدا فرمائے۔ ہر ذی رُوح، حجر و شجر، چرند و پرند، حیوانات و نباتات، غرض یہ کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کو اپنا ذکر عطا فرمایا۔ ہر ایک اُس کی یاد میں مشغول و مصروف ہے، انسان کی رہنمائی کے لئے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے پیارے محبوب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنی معرفت کا ذریعہ بنایا۔ درود لاتحدود ہوں اُس محبوب ربّ پر اور اُس کی آل اور اُس کے اصحاب پر کہ جس محبوب کا وجودِ مسعود کائنات کی پیدائش کا سبب ہے، (۱)

آدم و آدمیاں، عالم و عالمیاں جس دولہا کے براتی اور طفیلی ہیں۔(۲)

اللہ تعالیٰ نے جنہیں اپنی تمام تر عطائیں عطا فرمائیں۔ اور زمین و آسمان کے خزانوں کی کُنجیاں عطا فرما کہ اُن کا مالک و مختار بنا دیا، تقسیمِ نعمت کا حق اُنہیں عطا فرما دیا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"وَ اللّٰہُ الْمُعْطِیْ اَنَا قَاسِمٌ" (۳)

یعنی، اللہ تعالیٰ دینے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

امامِ اہلسنّت ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ حدیث قدسی ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۲۲، ص ۱۲۸) یعنی، "(اے محبوب!) اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا"

۲۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
کیونکہ جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

۳۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب "مَن يُرد الله به خيراً يُفقّهه في الدّين"، برقم: ۷۱، ۲۷/۱ بلفظ "إنّما أنا قاسمٌ و اللّٰهُ يُعطي" ـ و كتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالى: ﴿فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ﴾ (الأنفال: ۴۱/۸)، برقم: ۳۱۱۶، ۳۰۵/۲ بلفظ "و اللّٰهُ المُعطِي و أنا قاسِمٌ" و كتاب الاعتصام بالكتاب و السُّنّة باب قول النبيّ ﷺ: "لا تزال طائفة الخ" برقم: ۷۳۱۲، ۴۲۲/۴ بلفظ "و إنّما أنا قاسِمٌ و يُعطِي اللّٰه"

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

(حدائقِ بخشش)

ظاہر و جودِ محبوبِ ربّ العالمین کا اور جلوہ نمائی ربّ کریم جلّ مجدہٗ کی، جس پر قرآن شاہد ہے:

﴿وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (۴)

ترجمہ: اے محبوب! وہ خاک تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی، ہم نے پھینکی۔

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾ (۵)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر۔

وہ جو اللہ جلّ سبحانہٗ کی ذات کے مظہرِ اتم ہیں۔ حدیثِ قدسی ہے کہ:

اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں جب میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں، اگر میرے پاس پناہ لیتا ہے تو میں ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں اور میں توقف اور دیر نہیں کرتا۔ الخ (۶)

۴۔ الأنفال: ۱۷/۸ ۵۔ الفتح: ۱۰/۴۸

۶۔ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب التواضع، برقم: ۶۵۰۲، ۲۱۰/۴۔ أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب ذكر الله عزّ و جلّ و التقرّب إليه، الفصل الأول، برقم: ۲۲۶۶، ۱_۴۲۳/۲

جب عام بندہ اللہ تعالیٰ کے قُرب سے اُس ذات وحدہٗ لا شریک لہٗ کا مظہر بن جاتا ہے، تو نبی کریم ﷺ بدرجہ اَولیٰ اُس ذات کے مظہرِ اُتم ہوئے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے:

"مَنْ رَآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ" (۷)

یعنی، جس نے مجھے دیکھا گویا کہ اُس نے حق کو دیکھا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

من رانی قد را الحق جو کہے — کیا بیان اس کی حقیقت کیجئے
(حدائق بخشش)

اور مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

جلوۂ شان الٰہی کی بہاریں دیکھو — قد را الحق کی ہے شرح زیارت ان کی

نبی کریم ﷺ خُدا نہیں، خُدا کے شریک نہیں۔ آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے آئینہ ہیں، جیسا کہ فرمایا:

"أَنَا مِرْآةُ جَمَالِ الْحَقِّ" (۸)

یعنی، میں تو حق کے جمال کا آئینہ ہوں۔

شیشہ میں جو نور نظر آئے گا وہ سورج کا نور ہوگا، اور مصطفیٰ کریم ﷺ میں نور، علم، قدرت نظر آئیں گے۔ وہ نور، علم، قدرت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہوں گے، جیسے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا، سورج کو واپس لوٹا دینا، یہ سب قدرت اللہ تعالیٰ کی تھی جو نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک سے ظاہر ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ظہور نبی کریم ﷺ کی ذات سے فرما

۷۔ صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رآى النبي ﷺ في المنام، برقم: ۶۹۹۶، ۶۹۹۷، ۴/۳۳۸۔
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، باب قول النبي عليه الصلاة والسلام: "من رآني الخ"، برقم: ۲۲۶۷، ص ۱۱۱۴۔
أيضاً سنن الدارمي، كتاب الرؤيا، باب في رؤية النبي ﷺ في المنام، برقم: ۲۱۴۰، ۲/۱۰۴۔
أيضاً المسند للإمام أحمد ۵/۳۰۶
۸۔ مقالات كاظمی، مقصود کائنات ﷺ، ۳/۳۴۳

رہا ہے۔(۹)

قرآن کریم میں ہے کہ:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۱۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (۱۱)

ترجمہ: اے محبوب! آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

رسول کریم ﷺ کا حکم ماننا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہوا، نبی کریم ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہوئی، نبی ﷺ کو ارشاد ہوا کہ اے محبوب! آپ میرا کلام اپنی زبانِ اقدس سے سُناؤ۔ کہ کوئی انسان تیری غلامی و فرمانبرداری کے سوا موحد نہیں بن سکتا، اس لئے کلمہ طیبہ کا ما حصل ہے کلمہ توحید مگر اُس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ "محمد رسول اللہ" بھی ہے۔ جُزو اوّل میں توحید اور جُزو دوم میں (توحید سکھانے والے کا نام نامی) "محمد رسول اللہ" ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت نبی کریم ﷺ کے سوا نہیں ہو سکتی، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے پیارے محبوب رحمۃٌ للعالمین ﷺ کی ذات کی طرف متوجہ فرما رہا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک نبی کریم ﷺ کا غلام نہیں بن جاتا اللہ تعالیٰ کا بندہ کہلانے کا حقدار نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ﴾ الآية (۱۲)

۹۔ اور اسے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں شیشے میں جو نور نظر آئے گا وہ آفتاب کا نور ہوگا اور مصطفیٰ ﷺ میں جو نور نظر آئے گا وہ خُدا کا نور ہوگا، پس میں یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ میں جو علم نظر آیا وہ حضور کا نہیں بلکہ خُدا کا علم ہے، جو قدرت حضور میں نظر آئی وہ حضور کی نہیں وہ خُدا کی ہے۔ اگر حضور میں خُدا کی قدرت کا ظہور نہ ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جبلِ ابو قبیس پر حضور ﷺ نے چاند کو انگلی کا اشارہ فرمایا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، یہ حضور کی قدرت نہ تھی بلکہ خُدا کی قدرت کا ظہور تھا۔ (مقالات کاظمی، مقصود کائنات ﷺ، ۳/۳۴۳، ۳۴۴)
۱۰۔ النساء: ۴/۶۹
۱۱۔ آل عمران: ۳/۳۱
۱۲۔ الزمر: ۳۹/۵۳

ترجمہ: آپ فرمادیجئے اے میرے بندو!

اِس کا کمالِ ظہور اِس آیت کریمہ سے روشن ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (۱۳)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب) تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرما دیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے محبوب مکرم ﷺ کی، گناہ تو اللہ کا کیا، لیکن معافی کے لئے درِ محبوب ﷺ پر حاضری ضروری، جونہی شفاعت کے لئے لب کُھلائی ہوئی گناہ معاف ہوگئے، درجہ بلند ہوا، ستارہ چمک اُٹھا، جہنم کے لائق بندہ جنت کا حق دار بن گیا۔

تماشا تو یہ ہے جنت کو دیکھو — بنائے خُدا اور بسائے محمد ﷺ
تعجب کی جا ہے جہنم کی آتش — جلائے خُدا اور بجھائے محمد ﷺ

(ڈاکٹر اقبال)

حدیث قُدسی ہے:

"كُلُّهُم يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ" (۱۴)

۱۳۔ النساء: ٤/ ٦٤

۱٤۔ "نزهة المجالس" میں ہے کہ ابن جوزی نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی فرمائی: يا مُحَمَّدُ كُلُّ اَحَدٍ يَطْلُبُ رِضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاءَكَ (باب في مناقب سيد الأولين و الآخرين السخ، ٢/ ٣٨٩) یعنی "اے پیارے! ہرایک میری رضا کا طالب ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں" اور امام فخر الدین رازی شافعی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ (البقرة ٢/ ١٤٤) ترجمہ: "تو ہم ضرور تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے" اور یہ نہیں فرمایا اس قبلہ کی طرف جس میں میری خوشی ہے، اور اس میں اشارہ کہ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "يَا مُحَمَّدُ كُلُّ اَحَدٍ يَطْلُبُ رِضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ فِي الدَّارَيْنِ" یعنی اے پیارے! ہر ایک میری رضا طلب کرتا ہے اور میں دارین میں تیری رضا چاہتا ہوں"۔ دنیا میں (رضا چاہنا) وہ جو ہم نے ذکر کیا اور آخرت میں تو (اس کے لئے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (الضحى: ٩٣/ ٥) ترجمہ: "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"۔ (التفسير الكبير للرازي، سورة البقرة: ١٤٢، ٢/ ٤/ ٨٢)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اسی طرح شیخ کبیر ابن عربی اپنی تفسیر جلد اول میں فرماتے ہیں، حدیث پاک میں ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحَبَّ اِلَيَّ وَ اَكْرَمَ لَدَيَّ مِنْكَ، بِكَ اُعْطِيْ وَ بِكَ آخُذُ وَ بِكَ اُثِيْبُ وَ بِكَ اُعَاقِبُ (۱۵)

یعنی، میں نے آپ کو محبوب ترین بنایا، آپ ہی کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا، آپ ہی کی خاطر ہوں اور آپ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ہی کے لئے ثواب سے نوازتا ہوں، آپ ہی کے لئے سزا و عتاب دیتا ہوں۔

اس سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیارے محبوب مکرم ﷺ کو اپنے فضل و کرم سے اپنی ربوبیت میں مختارِ کُل بنایا اور ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (۱٦) کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ جس ذات کی تعریف خود مالک الملک اللہ وحدہ کرے اُس کی تعریف اِس ناچیز سے کب ہو سکتی ہے، لیکن محبوب رب العالمین ﷺ کی رحمت سے پروردہ اس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتا کہ اپنے کریم آقا ﷺ کی تعریف و توصیف نہ کرے، جس کا کھائیں اُس کا گائیں۔ اُن ہی کی عطا سے اُن ہی کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

طلب ڈھیل تینوں کی دساں نہ کجھ طلب میری نہ خیال میرا
ڈھ نوں ڈھ تھیں منگیاں عشق ڈھ دے غیر ڈھیل نہ غیر خیال میرا
فانی جسم ایہہ سب نشان فانی، فانی ہے ایہہ نفس ضلال میرا
اشرف با مجھ ڈھ دے نہیں نداے ہویکی اے ایہو مجھ ایہو خیال میرا

اللہ تعالیٰ سے اُس کے پیارے نبی مکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا ہے کہ اے اللہ! اپنے حبیب کریم ﷺ کا ادب نصیب فرما، اُن کی بے ادبی سے بچائے رکھ، اُن کی محبت میں اُن کی شان کے شایان خوشہ چینی کرنے کی توفیق عطا فرما، یہی محبت میرے لئے سرمایۂ اُخروی بنا دے، دنیا میں نام پیدا کرنے کی تمنا کوئی نہیں، صرف اور صرف شانِ محبوب ربّ العالمین

۱۵۔ مقدمه عيد ميلاد النبي، نصر الله خان بحواله تفسير ابن عربي، ١/ ٢

۱٦۔ الأنبياء ٢١/ ١٠٧، ترجمہ: اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر

ﷺ کا اظہار مطلوب ہے۔

مختارِ کُل، ذاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں جو نذرانۂ عقیدت پیش کر رہا ہوں اُس کا نام "خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ" تجویز کیا ہے۔

اے میرے کریم رب، محبوب ﷺ کے صدقے مجھے حق اور سچ کہنے کی توفیق عطاء فرما۔ میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے، میرے سینے کو کھول دے، اور میری اِس اَدنیٰ کاوش کو میرے اور قارئین کے لئے ذریعۂ نجات بنا دے۔

صدقہ اپنے پیارے محمد (ﷺ) سَدا بخش دے کُل خطائیں
دیویں موت شہادت وِچ مدینہ کر منظور دعائیں

فقیر اتنا علم نہیں رکھتا کہ آقا ﷺ کی شانِ اقدس کے لائق کچھ عرض کر سکے، لیکن عشق و محبت نے تڑپایا، مالک کے در کا غلام اگر آقا کی توصیف بیان نہ کرے تو کیا کرے، بس اسی محبت کا یہ ظہور ہے کہ چند کلمات سپردِ قلم ہو کر اہلِ بصیرت کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔

صاحبِ علم حضرات سے مؤدبانہ عرض ہے، اگر اس تحریر میں کوئی جملہ یا لفظ ایسا نگاہ میں آئے جو محبوبِ کبریاء ﷺ کی شان کے لائق نہ ہو۔ اُس کو درست فرما کر فقیر پر احسان کریں تاکہ اِس سے میری اصلاح ہو سکے اور آئندہ کے لئے توبہ کرتا رہوں، اے کریم مولیٰ! جو بھی مجھ سے دانستہ و نادانستہ تیری اور تیرے محبوب ﷺ کی ذات کے بارے میں نامناسب کلمات نکلے ہیں تو انہیں معاف فرما دے میں توبہ کرتا ہوں، تُو میری توبہ قبول فرما لے، آئندہ کے لئے میری زبان کو ایسے کلمات سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اور مجھے اپنے پیارے نبی کی سنتوں کا آئینہ دار بنا دے۔

بندہ فقیر محمد اشرف بن غلام نبی نقشبندی مجددی چالیس ارشاداتِ ربانی نقل کرتا ہے جیسا کہ بزرگانِ دین میں چالیس کا چلّہ معمول و مشہور ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب ایمان لائے تو انتالیس (۳۹) مرد و عورت مسلمان ہو چکے چالیسویں (۴۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی چالیس (۴۰) راتیں کوہِ طور پر گزاریں۔ اِن بزرگ ہستیوں، مقبول بندوں کا صدقہ اللہ تعالیٰ میری اِس کاوش کو اپنی اور

اپنے حبیب کی بارگاہ میں منظور و مقبول فرما لے۔

اے اللہ کے محبوب کریم ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ سے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (۱۷)

ترجمہ: اور منگتا کو نہ جھڑکو۔

بندۂ خطا کار آپ کے در پر حاضر ہے، اِسے اپنی آغوشِ رحمت میں چھپا لیجئے۔

شہا بیکس نوازی کُن طبیبا چارہ سازی کُن
مریضِ دردِ عصیانم اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
اگر رانی وگر خوانی غلامم اَمت سلطانی
دگر چیزے نمی دانم اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
بکہف رحمتم پرور زِ قطمیرم منہ کمتر
سگِ درگاہ سلطانم اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
(حدائقِ بخشش)(۱۸)

نوٹ: بندۂ ناچیز کی اس تحریر کو پڑھنے سے پہلے اپنے دل کو بُغض، حسد، کینہ، تعصُّب و عداوت سے پاک و صاف کریں تاکہ آپ اِس سے مستفیض ہو سکیں، نبی کریم ﷺ کی محبت کے سوا علم و عمل سب بے کار ہیں۔ دل میں عشقِ محبوبِ خُدا ﷺ پیدا کریں۔ کیونکہ

بغیر عشقِ نبی کے جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بُخار اُن کو آتی نہیں بخاری

۱۷۔ الضُّحیٰ: ۱۰/۹۳

۱۸۔ اے شاہ! بے کس کو نوازیئے، اے طبیب! چارہ سازی کیجئے، گناہوں کے درد کا مریض ہوں میں اے اللہ کے رسول ﷺ! میری فریاد رسی فرمایئے، اگر آپ ٹھکرا دیں یا بُلائیں میں تو آپ کا غلام ہوں آپ میرے بادشاہ ہیں میں اور کچھ نہیں جانتا، اے اللہ کے رسول! میری فریاد رسی فرمایئے اپنی رحمت کے غار میں مجھے پالئے، قطمیر سے مجھے کمتر رکھئے، میں اپنے سلطان کی درگاہ کا کتا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! میری فریاد رسی فرمایئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عشقِ رسالت ﷺ سے سرشار ہستیاں قرآن مجید کو نعت محبوب ﷺ سے تعبیر کرتی ہیں جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کو بنظرِ ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک نعتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم ہوتی ہے۔(۱۹)

قرآن کبھی سیدِ عالم کی نبوت و رسالت کا اعلان کرتا ہے، کبھی کفار و مشرکین کو آپ پر ایمان لانے کی تلقین فرماتا ہے، قرآن کبھی حضور ﷺ کو والضحیٰ کے پیار بھرے کلمات سے پکارتا ہے، کبھی محبوب کی عنبریں زلفوں کا ذکر فرماتا ہے، کبھی طٰہٰ کے محبت بھرے خطاب سے یاد فرماتا ہے، کبھی آپ کے جود و سخا کی بات، کبھی آپ کے دستِ عطا کا ذکر، کبھی محبوب کی رضا کی باتیں، کبھی آپ کے قلبِ اطہر کی کیفیات کو موضوعِ سخن بناتا ہے، کبھی محبوب کے حُسنِ خلق کے چرچے فرماتا ہے، کبھی آپ کی رفعتِ ذکر کا بیان فرماتا ہے، کبھی احترامِ رسول ﷺ کا تذکرہ کرتا ہے، کبھی مومنین کو محبوب ﷺ کی عزت اور آپ کے احترام کی بجا آوری کا سبق دیتا ہے، اور کبھی حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو آدابِ رسالت سے آگاہ کرتا ہے، کبھی انہیں آپ کی محفل میں بات کرنے کا سلیقہ سکھاتا ہے، کبھی رسول ﷺ کے در پر سرِ تسلیم خم کرنے کو کمالِ ایمان سے تعبیر کرتا ہے، یہی قرآن کبھی گناہگاروں کے لئے آپ کی ذاتِ اقدس کو پناہ قرار دیتا ہے، آپ کی شفاعت کو اللہ کی معافی کا باعث قرار دیتا ہے، کبھی ربِ کریم قرآن میں فرماتا ہے: ''میں اور میرے فرشتے محبوب پر درود بھیجتے ہیں، اہلِ ایمان کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی محبوب پر کثرت سے درود و سلام بھیجو''، کبھی محبوب کی عمر مبارک کی قسم، کبھی کلام کی قسم بیان فرماتا ہے،

۱۹۔ شانِ حبیب الرحمٰن، ص٦

قرآن محبوب کے کل جہانوں کے لئے رحمت ہونے کا ذکر فرماتا ہے، کبھی ساری اُمتوں پر محبوب کے گواہ و نگہبان بنائے جانے کی بات کرتا ہے، کبھی محبوب کے مقامِ محمود پر فائز کئے جانے کا ذکرِ دلنواز کرتا ہے۔

الغرض قرآن کے ورق ورق پر محبوب ﷺ کے محاسن بیان کئے گئے ہیں، اگر محبوب کا وِرد قرآن ہے تو قرآن کا وظیفہ شانِ مصطفیٰ ﷺ ہے، جیسا کہ امام اہلسنت فرماتے ہیں:

جیسے قرآن ہے وِرد اس گُلِ محبوبی کا
یونہی قرآن کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

۱۔ ﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (۲۰)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں، بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے، ابھی اپنا منہ پھیر دو، مسجد حرام کی طرف۔

شانِ نزول: سیدِ عالم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسندِ خاطر تھا حضور اس اُمید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(۲۱)

جونہی یہ آیت لے کر جبریل نازل ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی حالت میں تھے، دو رکعت نماز بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے ادا فرما چکے تھے، بقیہ دو رکعت آپ نے کعبہ کی طرف رُخ فرما کر ادا فرمائیں، آپ کے ساتھ خوش قسمت صحابہ رضی اللہ عنہم اُسی حالت میں آپ کی اقتداء میں کعبہ کی طرف مُڑ گئے۔

اس ارشادِ خداوندی سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب مکرم ﷺ کی رضا بہت محبوب ہے۔ جو محبوب چاہتا ہے وہی عطا فرما دیا جاتا ہے۔

۲۰۔ البقرہ:۲/۱۴۴

۲۱۔ تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، ۱/۱۲۰
أیضاً تفسیر الخازن، سورۃ البقرۃ، ۱/۱۲۰

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(حدائقِ بخشش)

حالانکہ اس سے پہلے بیت المقدس کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔لیکن نبی کریم ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ میرے لئے وہی قبلہ بنادیا جائے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کردہ، جو اللہ کا سب سے پہلا گھر ہے،اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بار بار اپنے رُخِ انور کو آسمان کی طرف اُٹھانے پر آپ کی خواہش پوری فرمادی۔

کعبہ قبلہ کیوں بنا؟:

حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، أصل طینة رسول اللہ ﷺ من سُرّة الأرض بمكة (۲۲)

نبی پاک ﷺ کا خمیر مبارک زمین کی ناف (یعنی کعبہ) کی جگہ سے لیا گیا۔

یعنی کعبہ معظمہ جس جگہ موجود ہے اُس جگہ سے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے وجود مبارک کے لئے مٹی پاک لی گئی۔ہر شئے اپنے اصل کی طرف رُخ کرتی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کے ظہور کا مرکز نبی کریم ﷺ کی ذات ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا تعلق اِس جگہ سے ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو کعبہ بنادیا تاکہ تمام مخلوق اُس طرف رُخ کرکے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

لما خاطب اللہ السمٰوات والأرض بقوله: ﴿ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ۖ قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴾ (۲۳) أجاب موضع الكعبة الشريفة، و من السماء ما يحاذيها فالمجيب من الأرض ذاته

۲۲۔ المواهب اللدنية، المقصد الأول، تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ۱/۳۵
۲۳۔ فُصّلت: ۴۱/۱۱

محمد ﷺ و من الكعبة حيث الأرض

یعنی، جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو ﴿ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ﴾ ''آؤ خود بخود یا مجبوراً'' کا خطاب فرمایا تو زمین کے اُس خطہ نے جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے۔اور آسمان کی اُس جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے مقابل ہے۔

قال بعض العلماء: هذا يشعر بأن ما أجاب من الأرض إلا درّة المصطفى محمد ﷺ، و من موضع الكعبة دحيت الأرض فصار رسول الله ﷺ هو الأصل في التكوين، و الكائنات تبع له (۲٤)

یعنی بعض علماء کرام نے فرمایا کہ یہ (اثرِ ابن عباس) خبر دیتا ہے کہ زمین سے نہ جواب دیا مگر اُس نے جس سے رسول اللہ ﷺ کا جسد مبارک تیار ہوا،اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔پس رسول اللہ ﷺ تکوین کی اصل ہیں اور کائنات آپ کے تابع ہے۔

مذکور اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مدفن مکہ معظمہ ہو جیسا کہ حدیث پاک ہے،انسان کے خمیر کی مٹی جس جگہ سے لی جائے اُس کا مدفن بھی وہاں ہی ہوتا ہے لیکن محققین فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے خمیر کو طوفانِ نوح علیہ السلام کی موج سے اُس مقام پر پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے جیسے کعبہ کو آپ ﷺ کے خمیر کی برکت سے شرف ملا ایسے ہی مدینہ طیبہ کی اس جگہ کو شرف حاصل ہوا جو آپ کے جسدِ اطہر سے مَس ہو رہی ہے، اس کی برکت سے تمام مدینہ بلکہ پوری زمین مستفیض ہو رہی ہے۔(۲۵)

فائدہ: آپ کے مبارک خمیر کو اس لئے منتقل کیا گیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم مکہ معظمہ کے طفیل نہ ہو، کیونکہ آپ کسی کے طفیلی نہیں، بلکہ کُل کائنات آپ ﷺ کے طفیل قائم و

۲٤۔ المواهب اللدنية، المقصد الأول تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ۱/۳۵
۲۵۔ اسی قسم کا جواب امام قسطلانی نے شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے، دیکھئے: المواهب اللدنية، المقصد الأول، تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ۱/۳۵

دائم ہے، آپ ہی کی برکت سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ ''بخاری شریف'' میں ہے، مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے باعثِ تخلیقِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

"مَا أَرَىٰ رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ" (٢٦)

یعنی، میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا ربّ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔

حق یہی ہے، **خُدا چاھتا ھے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم**

۲۔ ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (٢٧)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شانِ نزول: کلبی نے ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں نے جب کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ نبی ﷺ نے جب کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی، تو کہنے لگے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں جس کی طرف آپ بلاتے ہیں ہم اُس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ محمد بن اسحاق نے ''مغازی'' میں محمد بن جعفر ابن الزبیر سے بیان کیا کہ یہ آیہ کریمہ

٢٦۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ......﴾ برقم: ٤٧٨٨، ٣/ ٢٦١
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، برقم: ١٤٦٤، ص ٦٨٦
أیضاً سنن النسائی، کتاب النکاح، باب ذکر أمر رسول الله ﷺ فی النکاح و أزواجه، برقم: ٣١٩٩، ٣/٦/ ٤١
أیضاً سنن ابن ماجة، کتاب النکاح، باب التی وهبت نفسها للنبی ﷺ، برقم: ٢٠٠٠، ٢/ ٤٩٣، ٤٩٤
أیضاً المسند للإمام أحمد، ٦/ ١٣٤

٢٧۔ آل عمران: ٣/ ٣١

نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی وہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کی تعظیم کے لئے حضرت مسیح کی تعظیم کرتے ہیں اور اُن کی عبادت کرتے ہیں۔

ابن جریج نے کہا کہ عہدِ رسالت ﷺ میں بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اور کہا کہ اے محمد! ہم اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اتباع و پیروی کو اپنی محبت کی نشانی بنا دیا۔ (٢٨)

اور ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ قریش کے پاس ٹھہرے، جنہوں نے خانہ کعبہ میں بُت نَصب کئے ہوئے تھے، اور انہیں سجا سجا کر اُن کو سجدہ کر رہے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش! خدا کی قسم تم اپنے آبا، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل (علیہما السلام) کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا کہ ہم اِن بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں، تا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (٢٩)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ محبتِ الٰہی کا دعویٰ سید عالم ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابلِ قبول نہیں۔ جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے وہ نبی کریم ﷺ کی غلامی کرے، یہی محبت کی نشانی ہے۔ ''صحیح بخاری'' (٣٠) و ''صحیح مسلم'' (٣١) کی حدیث میں ہے:

''جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی''۔

٢٨۔ العجاب فی بیان الأسباب، برقم: ١٩١، ٢/ ٦٧٨

٢٩۔ العجاب فی بیان الأسباب، برقم: ١٩١، ٢/ ٦٧٧، ٦٧٨۔ اور شانِ نزول کے بارے میں آخری قول کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ یہ سورۃ مدنی ہے جب کہ مذکورہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ کا ہے اور اس واقعہ کے بارے میں جو آیہ کریمہ نازل ہوئی وہ شاید سورۃ الزمر کے اوائل میں ہے۔ (العجاب، ٢/ ٦٧٨)

٣٠۔ صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قول الله تعالیٰ ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ......﴾ برقم: ٧١٣٧، ٤/ ٣٧٤

٣١۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة الخ، برقم: ١٨٣٥، ص ٩١٣

کمالِ ایمان اور محبت رسول ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک میں اُس کی طرف، اُس کی اولاد اور اُس کے والد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں''۔(۳۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیا بے شک میرے نزدیک آپ سوائے اِس اپنی جان کے جو دو پہلوں کے درمیان ہے، ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا، جب تک وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ جانے''۔ اُسی وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی، یقیناً آپ میری اِس جان سے بھی جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، زیادہ محبوب ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''اب اے عمر'' (تم کامل مومن ہو گئے)۔(۳۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' عرض کرنے لگا کہ میرے پاس اُس کے لئے نہ نمازوں کی کثرت ہے،

۳۲۔ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب حب الرسول ﷺ من الإیمان، برقم: ۱۵، ۱/ ۱۲
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أکثر من الأهل و الولد و الناس أجمعین الخ، برقم: ٤٤، ص ٥٠
أیضاً سنن النسائي، کتاب الإیمان و شرائعه، باب علامة الإیمان، برقم: ٥٠١٣، ٤/ ٨/ ٨٣
أیضاً المسند للإمام أحمد، ٢/ ١٨٧
أیضاً سنن ابن ماجة، المقدمة، باب في الإیمان، برقم: ٦٧، ١/ ٦٣۔ اور ایمان کی تکمیل کے لئے طبعی محبت کافی نہ ہوگی چنانچہ امام خطابی اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں محبت سے مراد اختیاری محبت ہے نہ کہ طبعی محبت (المواهب اللدنیة، المقصد السابع، الفصل الأول، ٢/ ٤٧٩)

۳۳۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثاني، الباب الأول، فصل في لزوم محبته ﷺ، ص ٢٤٦
أیضاً المواهب اللدنیة، المقصد السابع، الفصل الأول، ٢/ ٢٧٩

نہ روزہ و صدقہ ہے، لیکن میں اللہ عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے ساتھ ہے جس کو تُو محبوب رکھتا ہے''۔(۳٤)

امام فخر الدین رازی نے ''تفسیر کبیر'' میں ''بسم اللہ'' کے تحت ایک روایت نقل فرمائی کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی عطاء فرمائی اور فرمایا کہ ''اس پر کسی نقاش سے ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' لکھوا دو''، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسے نقاش کے پاس لے گئے، اور فرمایا کہ اس پر لکھو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''، نقاش نے یہی لکھ دیا، جب انگوٹھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش ہوئی تو اُس پر لکھا تھا: ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ أبو بکر صدیق''، ارشاد فرمایا ''یہ زیادتی کیسی؟'' عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا تھا، میں نے چاہا کہ ربّ اور آپ کے نام میں جُدائی نہ ہو جائے، لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا، یہ عرض معروض ہو رہی تھی، جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صدیق کا نام میں نے لکھا ہے، کیونکہ صدیق اس سے راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے علیحدہ ہو تو خدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق کا نام آپ سے علیحدہ ہو، اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت اور اتباع کی توفیق کر دی۔(۳۵)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب کی رضا پسند ہے، **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

۲۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ (۳٦)

۳٤۔ صحیح البخاري، کتاب الأدب، باب علامة الحب في الله، برقم: ٦١٧١، ٤/ ١٢٧
أیضاً صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب المرء مع من أحب، برقم: ٢٦٣٩، ص ١٢٦٦
أیضاً المسند للإمام أحمد، ٣/ ١٦٨

۳۵۔ التفسیر الکبیر، الباب الحادي عشر في بعض النکت المستخرجة من قولنا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ......﴾ ١/ ١/ ١٥٣

۳٦۔ النساء: ٤/ ٥٩

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کو جو تم میں حکومت
والے ہیں، پھر اگر تم میں سے کسی بات کو جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور
رجوع کرو، اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب
سے اچھا ہے۔

شانِ نزول: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے امیر بنائے گئے، اُسی لشکر
کے ایک سپاہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے، جس مقام پر حملہ ہونا تھا، وہاں کے
باشندوں کو حملہ کی خبر ہوگئی، وہ لوگ اپنا مال لے کر راتوں رات بھاگ گئے، اور وہ علاقہ خالی
ہوگیا، صرف ایک شخص باقی رہ گیا، جو رات کے اندھیرے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملا،
اُس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے اور اُس کی قوم بھاگ گئی ہے، اور وہ صرف تنہا رہ گیا ہے۔
لیکن اُس کا اسلام لانا مفید ہوگا یا نہیں؟

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا اسلام تجھ کو نفع دے گا، لہٰذا تو اطمینان سے رہ،
میں ضمانت دیتا ہوں، وہ شخص مطمئن ہو گیا، صبح جب لشکر اسلام نے اُس بستی پر حملہ کرلیا تو
سوائے اُس شخص کے کسی کو نہ پایا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اُس کو گرفتار کرلیا اور اُس کا مال
اپنے قبضہ میں لے لیا، جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ
عنہ کو تمام صورت حال سے آگاہ فرمایا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر لشکر میں ہوں،
اَمان کا حق مجھے ہے۔ اِس پر حضرت خالد اور عمار رضی اللہ عنہما میں اختلاف ہوگیا، جب یہ
دونوں حضرات مدینہ پہنچے تو معاملہ دربارِ رسالت ﷺ میں پیش ہوا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فیصلہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا اور اُس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمار
رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو اَمان نہ دیا کریں، حضور کے
اِس فرمان پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عمار جیسے غلام کو میرے مقابلہ کی
اجازت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”جو عمار کو بُرا کہے، اللہ تعالیٰ اُس کو بُرا
کرے، جو عمار سے بغض رکھے، اللہ اس سے ناراض ہو“۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بارگاہ

نبوت سے فیصلہ لے کر چلے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اُن کے پیچھے پیچھے چلے اور دامن پکڑ کر
لپٹ گئے، اور اُن کو راضی کرلیا۔(۳۷)

اللہ تعالیٰ نے حضور شافع یوم النشور ﷺ کے فیصلہ پر آیت مبارکہ نازل فرما کر واضح کر
دیا کہ **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

حضور ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

صحیح بخاری(۳۸)، صحیح مسلم(۳۹)، سنن نسائی(۴۰)، سنن ابن ماجہ(۴۱) اور مسند امام احمد
(۴۲) میں حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی
اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی“۔ اور یہ بھی ارشاد ہے:
”جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی، جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس
نے میری نافرمانی کی“۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ولایت وحکومت تمام
حالت میں نہیں دیکھتا اور اپنی جان کو اپنی ملک جانتا ہے، تو وہ حضور ﷺ کی سنت کی شیرینی کو
نہ چکھے گا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۳۷۔ أسباب النزول للواحدی، سورة النساء ص۸۸، ۸۹
أیضاً تفسیر الطبری، سورة النساء، الآیة:۵۹، ۱۵۱/۴
أیضاً روح المعانی، سورة النساء، الآیة:۵۹، ۸٦/۵
أیضاً تفسیر ابن کثیر، سورة النساء، الآیة: ۵۹، ۶۷۸/۱، ۶۷۹
أیضاً تفسیر الحسنات، سورة النساء، ۷۷۷/۱

۳۸۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب یقاتل من وراء الإمام الخ، برقم:۲۹۵۷، ۲٦۲/۲

۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة الخ، برقم:۱۸۳۵، ص۹۱۳

۴۰۔ سنن النسائی، کتاب البیعة، باب الترغیب فی طاعة الإمام، برقم:۴۱۹۳، ۱۱۰/۷/۴

۴۱۔ سنن ابن ماجة، کتاب الجهاد، باب طاعة الإمام، برقم:۲۸۵۹، ۳۹۵/۳

۴۲۔ المسند للإمام أحمد، ۲۵۲/۲

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ (۴۳)

یعنی، ”تم میں سے وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جس کے نزدیک میں اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں“۔ ﷺ

سچ ہے، **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

۴۔ ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ (۴۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ اور رسول اُن کی شفاعت فرمادے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

شانِ نزول (۱): یہ ہے کہ پہاڑوں پر سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں، اس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک انصاری کا تنازعہ ہوگیا، مقدمہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش ہوا، حضور ﷺ نے فیصلہ دیا کہ ”زبیر اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے ہمسایہ کی طرف پانی چھوڑ دیں“۔

یہ فیصلہ انصاری کو گراں گزرا اور اُس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ زبیر حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، حضور ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو انصاری کے ساتھ احسان کرنے کی ہدایت فرمائی تھی، لیکن انصاری نے اُس کی قدر نہ کی، حضور ﷺ نے دوبارہ حکم دے دیا کہ ”زبیر اپنا باغ سیراب کرکے پانی روک لو، بمقتضۂ انصاف تم ہی بوجہ قُرب کے مستحق ہو“۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۴۵)

۴۳۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی لزوم محبته ﷺ، ص۲۴۶

ایضاً المواهب اللدنیة المقصد السابع، الفصل الأول، ۲/۴۹۴

۴۴۔ النساء: ۶۴/۴

۴۵۔ حدیث زبیر رضی اللہ عنہ کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب المساقات، باب سکر

شانِ نزول (۲): حضرت ابوبکر عاصم فرماتے ہیں، کہ کچھ منافقوں نے حضور ﷺ کو ایذاء پہنچانے کی نیت کی، جب یہ لوگ بُری نیت سے حاضر ہوئے تو دربارِ رسالت ﷺ میں مہاجرین وانصار کا مجمع تھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ”کچھ لوگ اِس مجلس میں بُری نیت سے آئے ہیں، جس میں وہ کامیاب نہ ہوسکیں گے، وہ کھڑے ہوکر اخلاص سے اپنے ربّ کے حضور توبہ کریں، ہم بھی دعائے مغفرت کریں گے“، پھر دوبارہ ارشاد فرمایا، پھر بھی یہ لوگ نہ اٹھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نام لے کر محفل سے نکل جانے کا حکم دیا، یہ بارہ (۱۲) تھے، انہوں نے معذرت چاہی، اُن کی توبہ قبول نہ ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴۶)

عطائے مصطفیٰ ﷺ

یہ تو وہ بارگاہ ہے جو ایمان والا آیا وہ بخشا گیا اور گناہوں کی بخشش کے لئے حاضری کا حکم حضور ﷺ کی صرف ظاہری حیات مبارکہ کے لئے نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کے وصال باکمال کے بعد قیامت تک جو ایمان والا بھی اس بارگاہ میں حاضری دے گا اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرے گا رسول اللہ ﷺ اُس کی سفارش فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔

الأنهار، برقم: ۲۳۶۰، ۲/۸۷ میں اور امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، برقم: ۲۳۵۷، ص۱۱۴۶۔ امام ابوداؤد نے اپنی "سُنن" کے کتاب الأقضیة أبواب من القضاء، برقم: ۳۶۳۷، ۴/۳۵۔ امام ترمذی نے اپنی "سُنن" کے کتاب الأحکام، باب ما جاء فی الرجلین یکون أحدهما أسفل من الآخر فی الماء، برقم: ۱۳۶۳، ۲/۳۵۰، ۳۵۱ میں، امام ابن ماجہ نے اپنی "سُنن" کے المقدمة باب تعظیم حدیث الرسول ﷺ و التغلیظ علی من عارضه برقم: ۱۵، ۱/۳۳ میں اور امام نسائی نے "سُنن المجتبیٰ" کے کتاب القضاء باب إشارة الحاکم بالرفق، برقم: ۵۴۱۶، ۴/۸/۱۷۸ میں روایت کیا ہے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے مندرجہ بالا آیت اور اس کے بعد والی آیت ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ﴾ الآیة کے تحت حدیث زبیر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے جیسا کہ "تفسیر المظهری"، (سورة النساء، ۲/۳۷۲، ۳۷۳) میں ہے اور علامہ علاؤالدین خازن لکھتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور انصاری کے معاملہ میں آیہ کریمہ ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ﴾ الآیة نازل ہوئی جیسا کہ "تفسیر الخازن" (۱/۵۵۵) میں ہے۔

۴۶۔ تفسیر الحسنات، سورة النساء، آیة: ۶۴، ۱/۷۸۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی سید عالم ﷺ کے وصال باکمال کے تین روز بعد روضۂ اطہر پہ حاضر ہوا اور قبرِ مبارک کی خاک اپنے سر پہ ڈالی اور عرض کرنے لگا:(٤٧)

٤٧۔ علامہ اثیر الدین اور علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اعرابی نے یہ اشعار کہے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

یعنی، جن جن کی مبارک ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئی ہیں اور ان کی خوشبو سے وہ میدان و ٹیلے مہک اٹھے، اے اُن تمام میں سے بہترین ہستی! میری جان اُس قبرِ انور پر صدقے ہو جس کے ساکن آپ ہیں جس میں پارسائی سخاوت اور کرم ہے۔ ممتاز عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق قادری رضوی مدظلہ نے اِن دو اشعار کی بہت اچھی تشریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ

کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہاں تو ایک بالکل بیابان علاقہ تھا جہاں آپ کی تدفین ہوئی اور آپ قبر میں جلوہ فرما ہیں۔ پہاڑی علاقہ جہاں کوئی آب و گیاہ کا انتظام نہیں مگر حضور آپ کی برکات سے آج پہاڑوں سے بھی خوشبوئیں آ رہی ہیں، ٹیلوں سے بھی خوشبوئیں آ رہی ہیں، اتنی آپ کی برکت ہے۔

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

میری تو جان قربان ہے اس قبر پر جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں اور لفظ کیا بولا "أَنْتَ سَاكِنُهُ" جس کے معنی ہیں آپ ساکن ہیں، یعنی صحابی کا یہ عقیدہ نہیں معاذ اللہ! نبی پاک ﷺ مر کے مٹی میں مل گئے ہیں، اب آپ فوت ہو گئے ہیں، ختم ہو گئے ہیں، نہیں بلکہ فرماتے ہیں پہلے آپ ﷺ اِس دنیا پر ظاہری ان مکانوں میں ساکن تھے اور اب بھی آپ ﷺ اس قبر میں ساکن، حیات کے ساتھ جلوہ گر ہیں بلکہ وہ حیات جو ہے دنیا والی حیات سے بھی اعلیٰ ہے اور کہا کہ یہ وہ قبرِ انور ہے کہ جہاں عفاف ہے، الحمد للہ ہر طرح کی عفت، پاک دامنی اور معافی بھی ہے اور جود اور کرم بھی ہے، آج بھی یہاں سے سخاوت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں، کرم نوازیاں ہو رہی ہیں گویا کہ صحابی نے اقرار کیا کہ یہی نہیں کہ صرف ظاہری حیات میں سرکار ﷺ سے فیض حاصل ہوتا تھا بلکہ آج بھی پردہ فرمانے کے بعد نبی ﷺ فیض کے خزانے لٹا رہے ہیں الخ (در حبیب ﷺ کی حاضری جنت کی ضمانت ہے، ص ۱۳، ۱۴)

اور کسی نے اُس اعرابی کے اِن دو اشعار کو اُردو میں اس طرح نظم کیا ہے:

اے وہ جو زمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبو دار ہو گئے
میری جان اُس قبر پر فدا ہو جس کے آپ ساکن ہیں اُس میں عفو ہے اُس میں سخاوت ہے اور لطف و کرم ہے

اور امام نووی نے کتاب "الإیضاح" میں اِن دو کے علاوہ دو اشعار مزید لکھے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ:

أَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

یا رسول اللہ! جو آپ نے فرمایا وہ ہم نے سُنا، اور جو آپ پر نازل ہوا اُس میں یہ آیت بھی ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور میں آپ کے حضور بخشش مانگنے حاضر ہوا ہوں، تو اب آپ میرے رب سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ اس پر قبرِ اطہر سے آواز آئی، "اعرابی جا تیری بخشش کی گئی"۔(٤٨)

اِس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کو معاف کرانے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے، اِس سے شانِ مصطفیٰ ﷺ کس قدر ظاہر ہو رہی ہے سبحان اللہ۔ توبہ قبول ہونے کی اِس آیت میں تین شرطیں بیان ہوئیں: (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حاضری،

وَصَاحِبَاكَ فَلَا أَنْسَاهُمَا أَبَدًا مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ

یعنی، آپ ہی وہ شفیع کہ جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے پُل صراط پر جب قدم پھسلیں گے، آپ کے دو صاحب (یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) میں نے اُن کو کبھی نہیں بھلایا۔ آپ سب کو میرا سلام ہو جب تک قدم چلتے رہیں۔ (كتاب الإيضاح للنووي، الباب السادس، ص ٤٥٥)

اور سب نے اِسے حضرت علی کے حوالے سے بیان کیا اور لکھا کہ قبرِ انور سے آواز آئی: "اعرابی جا تیری بخشش ہو گئی"۔ مگر ابن کثیر نے اِسے عُتبی کے حوالے سے بیان کیا اور لکھا کہ اعرابی اپنی معروضات پیش کر کے چلا گیا، عُتبی کہتے ہیں کہ مجھے نیند آ گئی تو میں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عُتبی! اس اعرابی کے پاس جا کر اُسے خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی"۔ اور بعض نے نقل کیا ہے کہ قبرِ انور سے آواز آئی کہ "تیری بخشش ہو گئی" جیسا کہ "تفسیر النسفی" وغیرہ میں ہے۔

٤٨۔ تفسير النسفي المسمى بمدارك التنزيل و حقائق التأويل، ١/١/٢٣٤
أيضاً الجامع لأحكام القرآن، سورة النساء، الآية: ٦٤، ٣/٥/٢٦٥، ٢٦٦
أيضاً تفسير ابن كثير، سورة النساء، الآية: ٦٤، ٦٥، ١/٦٨١
أيضاً كتاب الإيضاح في مناسك الحج، الباب السادس، ص ٤٥٤، ٤٥٥
أيضاً البحر العميق، الباب العشرون، كيفية السلام عليه ﷺ الخ، ٥/٢٩٠٧
أيضاً حياة القلوب في زيارة المحبوب، باب چهار دهم، فصل اول، فائده در واقعه اعرابي، ص ٣١٣
أيضاً هداية السالك، الباب السادس عشر، السلام على النبي ﷺ، ٣/١٣٨٣
أيضاً خزائن العرفان، سورة النساء، آيت: ٦٤
أيضاً تفسير الحسنات، سورة النساء، ١/٧٨٤

(۲) وہاں جا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا۔ (۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شفاعت فرمانا۔
اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو توبہ قبول ہونے کی اُمید نہیں۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے، اپنے گناہ معاف کرانے کے لئے یہی ایک دروازہ ہے، جو بھی اِس دروازہ پر آیا منہ مانگی مراد پائی، اِس آیت میں ظلم و ظالم، زمان و مکان کسی قسم کی قید نہیں، کسی قسم کا مجرم آپ کے آستانہ پر آجائے اور ﴿جَآءُوْکَ﴾ میں بھی یہ قید نہیں کہ مدینہ طیبہ میں ہی آئے بلکہ اُن کی طرف توجہ کرنا بھی اُن کی بارگاہ میں حاضری ہے، اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہر جگہ ہر ایک کے پاس ہیں، ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ﴾ الآیۃ (۴۹) اس پر شاہد ہے، ہر حالت میں باخبر ہیں، لیکن یہ آپ کی مرضی کہ اُن کے قُرب سے فائدہ حاصل کر لے یا اُن کی نزدیکی کا بے ادب ہو کر درگاہ سے راندہ ہو جائے، اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب، ورنہ جہاں بھی ہو، جیسے مُجرم بھی ہو اُن کی بارگاہ میں دِلی توجہ سے حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ، یقیناً حضور رحمتِ عالم ﷺ گناہ گار کی شفاعت فرماتے ہیں، جیسا تو یقین رکھے گا ویسا ہی تیرے ساتھ معاملہ ہو گا۔

مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ "تَوَّاب" اور "رَحِیْم" اُس کے لئے ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور یقین رکھے کہ ہمارے نبی ﷺ میری ہر حالت سے باخبر ہیں۔ اپنے گناہوں کی شفاعت کا عرض کرے، صوفیاء کرام فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کے دروازہ پر آ جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو رحمت پائے گا، اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے دُوری، لاپرواہی، بے ادبی اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان روزہ ٹوٹ گیا ہے، فرمایا: "ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا دو، یا ساٹھ روزے رکھ لو"۔ عرض کی: یا رسول اللہ! مسکینوں کو کھلانے کی طاقت نہیں، نہ ہی روزے رکھ سکتا ہوں، ایک پورا نہیں ہوا ساٹھ کیسے پورے کروں گا؟ ارشاد

۴۹۔ الأحزاب: ۶/۳۳

فرمایا: "بیٹھ جاؤ"، اتنے میں ایک شخص کھجور کی ٹوکری لے کر بارگاہ میں حاضر ہوا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "مُجرم کہاں ہے"، عرض کی غلام حاضر ہے، فرمایا "یہ کھجوریں لے جاؤ، مسکینوں میں تقسیم کر دو"، عرض کی یا رسول اللہ! اگر مجھ سے زیادہ غریب نہ ہو تو؟ فرمایا" جا اپنے گھر میں جا کر بچوں کو کھلا دو، تمہارا کفارہ ہو گیا"۔ (۵۰) سبحان اللہ یہ ہیں شفیع المذنبین ﷺ۔

حضور سیدی اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں:

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں ۔۔۔ جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

امام بوصیری رحمہ اللہ پندرہ سال فالج کے مرض میں مبتلا رہے، ایک دن بارگاہِ رسالت ﷺ میں آپ کی شان میں قصیدہ لکھ کر شفا کے لئے عرض کی، عرض کی دیر تھی شفا ہو گئی، (۵۱) اور انعام میں چادر مبارک بھی عطا فرمائی۔ (۵۲) ﷺ

۵۰۔ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب إذا جامع فی رمضان و لم یکن شیء الخ، برقم: ۱۹۳۶، ۴۷۷/۱
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نهار رمضان الخ، برقم: ۱۱۱۱، ص ۴۹۸
أیضاً سنن أبی داؤد، کتاب الصوم، باب کفارة من أتی أهله فی رمضان، برقم: ۲۳۹۰، ۵۴۳/۲، ۵۴۴
أیضاً سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی کفارة الفطر فی رمضان، برقم: ۷۲۴، ۵۱۵/۱، ۵۱۶
أیضاً سنن ابن ماجة، کتاب الصیام، باب ما جاء فی کفارة من أفطر، برقم: ۱۶۷۱، ۳۲۲/۲
أیضاً سنن الدارمی، کتاب الصوم، باب فی الذی یقع علی امرأته فی شهر رمضان نهاراً، برقم: ۱۷۱۶، ۱۱/۲
أیضاً الموطأ للإمام مالک، کتاب الصیام، باب کفارة من أفطر فی رمضان، برقم: ۳۳۴، ۳۳۵، ص ۲۰۳، ۲۰۴
أیضاً المسند للإمام أحمد، ۲۴۱/۲
أیضاً نقله التبریزی فی "مشکاته" کتاب الصیام، باب تنزیه الصوم، الفصل الأول، برقم: ۲۰۰۴، ۱_۲/۳۷۹

۵۱۔ شرح الخربوتی علی البردة، ص ۳۔ أیضاً شرح قصیدة البردة للشیخ زاده، ص ۵
۵۲۔ شرح الخربوتی علی البردة، ص ۵

عاشقِ رسول سرکار اعلیٰ حضرت بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود
(حدائقِ بخشش)

شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم بیمار ہو گئے، حیات کی بالکل اُمید نہ رہی، بارگاہِ نبوی میں عرض کی، آقا نے کرم فرمایا، تشریف لائے اور انہیں اپنی آغوشِ رحمت میں لیا، فرمایا کہ فکر نہ کرو، صحت یاب ہو جاؤ گے۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا اگر حضور ﷺ اپنے موئے (بال) مبارک عطا فرمادیں تو زہے نصیب، بس یہ خیال آنا تھا کہ حضور ﷺ نے تین (۳) موئے مبارک عطا فرمادیئے۔ سبحان اللہ! میرے کریم نبی ﷺ ہمارے دلوں کے رازوں سے بھی واقف ہیں، لوگ زیارت کے لئے آنا شروع ہو گئے، اُن موئے مبارک میں تین خاصیتیں تھیں: (۱) جونہی زیارت کے لے باہر دھوپ میں نکالتے فوراً بادل سایہ کر دیتے، (۲) زیارت کرنے والے جب محبت میں درود پاک کا ورد کرتے بال مبارک علیحدہ علیحدہ تینوں سیدھے ہو جاتے، (۳) اُس مجلس میں اگر کوئی ناپاک پلید آدمی آجاتا تو کسی کو بھی زیارت نہ ہوتی (ﷺ)۔(۵۳)

معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی (توبہ) کے لئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہونا ضروری ہے، جہاں کہیں ہو شرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں، حضور نبی کریم ﷺ تو ہر جگہ ہر آن موجود ہیں، اپنے دل کی توجہ اس محبوب رحمۃ للعٰلمین ﷺ سے وابستہ کرلے تو بیڑا پار ہے۔

۵۳۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "دُرّ الثمین" میں جو لکھا ہے وہ اس قدر ہے أخبرني والدي أنه كان مريضاً فرأى النبيَّ ﷺ في النوم فقال: "كيف يا بُنيّ" ثم بشّره بالشفاء وأعطاه شعرتين من شعور لحيته فتعافى من المرض في الحال وبقيت الشعرتان عنده في اليقظة، فأعطاني أحدهما فهي عندي (دُرّ الثمين في مبشرات النبي الأمين، الحديث الخامس عشر، ص ۳۵) یعنی، مجھے میرے والد نے خبر دی کہ وہ بیمار تھے تو انہوں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے بیٹے تیرے کیا حال ہے؟" پھر انہیں تندرستی کی خوشخبری دی اور اپنی ریشِ انور کے دو بال مبارک عنایت فرمائے، اُسی وقت وہ تندرست ہو گئے اور جب بیدار ہوئے تو دونوں بال ان کے پاس موجود تھے (میرے والد نے) اُن میں ایک مجھے عنایت کیا جو میرے پاس ہے۔

استادِ زمن حضور سیدی حسن رضا خان کیا خوب فرماتے ہیں:

دے جاتے ہیں مراد، جہاں مانگئے وہاں
منہ ہونا چاہئے درِ سرکار کی طرف
(ذوقِ نعت)

اور یہ بھی کہ درِ مصطفیٰ ﷺ ہی درِ خدا ہے، اگر منگتے نے کچھ مانگنا ہو، لینا ہو تو درِ مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہو، یقین رکھو محبوبِ خدا کے دَر سے خالی لوٹایا نہیں جاتا، یہ وہ شفا خانہ ہے کہ کسی بیمار سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تیرا علاج ہمارے پاس نہیں، ہر بیمار کو حکم عام ہے کہ چلے آؤ منہ مانگی مراد پاؤ گے (ﷺ)۔

رحمت و بخشش سب اللہ تعالیٰ کی لیکن عطا فرمانے والے محبوبِ کبریاء ﷺ، گناہ اللہ تعالیٰ کا کریں معافی درِ رسول ﷺ سے ملے۔

تماشہ تو یہ ہے کہ جنت کو دیکھو
بنائے خُدا اور بسائے محمد ﷺ
تعجب کی جا ہے کہ جہنم کی آتش
جلائے خُدا اور بجھائے محمد ﷺ

حقیقت تو یہ ہے کہ محبوب ﷺ کی خوشی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جس نے اُن کو خوش کر لیا اُس پر رب راضی ہو گیا۔ **خدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ**

۵۔ ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (۵۴)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے، جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

شانِ نُزول: گزشتہ آیت ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا﴾ اور اس آیت کا شانِ نُزول وہی ہے جو پچھلی آیت کے ضمن میں بیان کیا گیا، لیکن کچھ حضرات یہ بھی بیان فرماتے ہیں، ایک منافق اور یہودی میں کچھ جھگڑا ہو گیا، فیصلہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا، حضور ﷺ نے فیصلہ

۵۴۔ النساء ۴/۶۵

یہودی کے حق میں دیا، اس پر منافق راضی نہ ہوا، منافق پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیصلہ لے گیا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، اُس پر بھی منافق راضی نہ ہوا۔ پھر فیصلہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، اور جھگڑے کا سبب منافق نے بیان کیا، اِس پر یہودی نے عرض کی جناب اِس سے پہلے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے، لیکن یہ اُس پر راضی نہیں ہوا، اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو۔ میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لاکر منافق کی گردن ماردی، فرمایا کہ جو نبی کریم ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کرے اس کے حق میں عمر کا یہی فیصلہ ہے۔(۵۵)

اِس آیت کا پہلا کلمہ ﴿فَلاَ وَ رَبِّکَ﴾ ''اے محبوب تمہارے ربّ کی قسم'' اس قدر پُر لطف ہے کہ پڑھ کر وَجد طاری ہوجاتا ہے، ربّ نے اپنی قسم بیان فرمائی مگر اپنا نام ارشاد نہیں فرمایا، یعنی واللہ یا والرحمن نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنا ذکر اپنے محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکر کے ساتھ فرمایا، کہ اے پیارے تیرے ربّ کی قسم! اے محبوب ہم کو تمہارے پروردگار کی قسم! قربان جائیں کیا کلام ناز ہے۔ اور کیا نرالا انداز ہے، اس ناز والے محبوب کے صدقے اُن کے ربّ کریم کے قربان۔ گویا بتایا جارہا ہے کہ اگر میں کسی کا ربّ ہوں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے، وہی میری توجہ کا مرکز، تمام کائنات کو وجود عطا فرمانے کا ذریعہ یہی محبوب ہے ﷺ، اِس کلام کا لطف وہی پائے گا جو محبت کی چاشنی چکھ چکا ہو، کیونکہ بغیر محبت کے محبت و پیار کی باتیں سمجھ نہیں آیا کرتیں۔ سچ تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سچی اطاعت ہی کا نام عبادت ہے، یہی شہادت ہے یہی ریاضت۔

ترے رستہ میں مر مٹنا شہادت اِس کو کہتے ہیں
ترے کوچہ میں دفن ہونا جنت اِس کو کہتے ہیں

۵۵۔ علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی لکھتے ہیں امام مجاہد اور امام شعبی نے فرمایا کہ آیہ کریمہ ﴿فَــــــلاَ وَ رَبِّکَ﴾ الآیۃ بشر منافق اور یہودی کے حق میں نازل ہوئی جو اپنا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے کر گئے تھے (تفسیر البغوی، سورۃ النساء، ۱/۵۵۵)

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصوّر میں ترے رہنا عبادت اِس کو کہتے ہیں

قربان جائیں مالک کریم جلّ وعلا کے جس نے اِس آیت میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ساتھ اپنی نسبت کا ذکر فرمایا کہ اگر میں آپ کا ربّ ہوں، تو ہر ایک کا ربّ ہوں، اللہ تعالیٰ ربّ تو سب کا ہے، زمین و آسمان، حجر و شجر، چرند و پرند، حور و غلمان، جنت و دوزخ، جن و انس، کافر و مومن، کُل کائنات اور تمام جہانوں کا۔ بتادیا کہ محبوب جس کی نسبت تجھ سے ہو گئی، وہی میری ربوبیّت کا ماننے والا ہے، جس نے تجھ کو نہ جانا نہ مانا، وہ میرا نہیں۔ (ﷺ)

امام ربّانی مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ اپنے ''مکتوبات'' میں حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ أَنَا وَ أَنْتَ وَ مَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِأَجْلِكَ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ وَ مَا أَنَا وَ مَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِأَجْلِكَ (۵۶)

یعنی اے محمد! میں اور تُو اور تیرے سوا جو کچھ ہے، سب تیرے لئے پیدا فرمایا، پھر حضرت محمد (ﷺ) نے عرض کی یا اللہ تُو ہے، اور میں نہیں اور میں نے تیرے سوا سب کچھ تیرے لئے ترک کردیا''۔

آج محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو کیا پاسکیں اور اُن کی عظمت و بزرگی اِس جہان میں کیا پہچان سکیں، کیونکہ جھوٹ سچ کے ساتھ اور حق باطل کے ساتھ اِس جہاں میں ملا ہوا ہے، قیامت کے دن اُن کی بزرگی معلوم ہوگی، جب کہ پیغمبروں کے امام ہوں گے اور سب کی شفاعت کریں گے، حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اُن کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔(۵۷)

۵۶۔ ذکرہ العلامۃ البکری فی ''تاریخ الخمیس'' فی قصۃ معراجہ ﷺ (حاشیۃ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، ص ۲۵)

۵۷۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم مکتوب ہفتم، ص ۲۵

فقط اِتنا ہی سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(ذوقِ نعت)

قربان جائیں اس شان والے محبوب ﷺ کے کہ جن کی شان کو اللہ تعالیٰ اِس انداز میں قسم بیان فرما کر ظاہر فرما رہا ہے اور مومنین کو ادب سکھا رہا ہے، کہ اس پیارے کی ہر ادا پر، قول و فعل پر قربان ہونا مومن پر لازم ہے۔ یہی ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ۔

خدا چاھتا ھے رضائے محمد ﷺ

۱۔ ﴿وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا﴾ (۵۸)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانتے ہیں تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جس پر اللہ نے فضل کیا، یعنی، انبیاء اور صدیق اور شہید، اور ایک لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

شانِ نزول: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ بہت محبت تھی، حتیٰ کہ ایک ساعت حضور ﷺ کی جدائی گوارا نہ تھی، ایک بار غمگین حاضر خدمت ہوئے، حضور ﷺ نے دیکھا کہ چہرہ کا رنگ متغیر ہے، حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی، عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے نہ کوئی بیماری ہے، نہ درد۔ بجز اِس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو پریشانی اور وحشت ہو جاتی ہے، اس نقشہ کو جب آخرت میں دیکھتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پا سکوں گا، اِس لئے کہ وہاں حضور ﷺ کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا، میری وہاں کس طرح رسائی ہوگی، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۵۹)

جس میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو تسلی دی گئی کہ باوجود فرقِ مراتب و منازل

۵۸۔ النساء: ۶۹/۴

۵۹۔ تفسیر القرطبی، سورۃ النساء، الآیۃ ۶۹، ۲۷۱/۵/۳
ایضاً تفسیر البغوی، سورہ النساء ۵۵۷/۱
ایضاً تفسیر الخازن، سورۃ النساء، ۵۵۷/۱
ایضاً تیسیر الوصول، سورۃ النساء الآیۃ:۶۹، ص۱۰۸، ۱۰۹
ایضاً المواهب اللدنیۃ المقصد السابع، الفصل الأول، ۲۸۱/۲، ۲۸۲

فرمانبرداروں کو معیت کا شرف حاصل ہوگا، اور حضور ﷺ نے انہیں بھی بشارت دی اور فرمایا:

"اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (۶۰)

یعنی، ہر شخص آخرت میں اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی۔

امام مقاتل فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ گھر میں تشریف لے جاتے ہیں تو مجبوراً ہم کو بھی گھر جانا پڑتا ہے، نہ بچے ہمیں اچھے لگتے ہیں نہ گھر بار، جب تک حضور ﷺ کی زیارت نہ کریں، ہم کو قرار و سکون حاصل نہیں ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (۶۱)

چار گروہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار گروہوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے:

۶۰۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب علامۃ حب اللہ عز وجل لقولہ تعالیٰ: ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ...... يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:۳/۳۱) برقم ۶۱۶۸، ۶۱۶۹، ۶۱۷۰، ۱۲۷/۴

۶۱۔ اِس آیہ کریمہ شانِ نزول میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے میرے اہل و مال سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور میں جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو صبر نہیں کر پاتا یہاں تک کہ آپ کی بارگاہ میں آکر آپ کے رُخِ انور کا نظارہ کرتا ہوں اور میں اپنی موت اور آپ کے وصالِ باکمال کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھے معلوم ہے کہ آپ جب جنت میں تشریف لے جائیں گے تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو آپ کے دیدار سے محروم رہوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ ﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ الآیۃ نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے بلایا اور یہ آیہ کریمہ پڑھ کر اُسے سنائی اور لکھتے ہیں کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا اور مسلسل آپ کے رُخِ زیبا کا ہی نظارہ کر رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: "تیرا کیا حال ہے؟" تو عرض کرنے لگا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان میں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں کیونکہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو بلند اور فضیلت کا مقام عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی لزوم محبتہ ﷺ، ص ۲۴۷۔ ایضاً المواهب اللدنیۃ المقصد السابع، الفصل الأول، ۴۸۱/۲) اور علامہ شمنی حنفی لکھتے ہیں کہ بغوی نے فرمایا کہ یہ آیہ کریمہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور نقاش نے فرمایا کہ یہ آیہ کریمہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (مزیل الخفاء عن ألفاظ الشفاء، ص ۲۴۷)

انبیاء: (غیب کی خبریں دینے والے) یہ اللہ کا پیغام، اس کے بندوں تک کماحقہٗ پہنچانے والے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

صدیق: انبیاء کے سچے متبع (اتباع کرنے والے) کو کہتے ہیں، جو اخلاص کے ساتھ اُن کی راہ پر قائم رہے، لیکن یہاں صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب مراد ہیں، یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شہید: جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دیں، اور شہادتِ حق اپنے خون سے پیش کردی جیسے حضرت حمزہ، حضرت عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

صالح: وہ دیندار بندے جو حقوق العباد، اور حقوق اللہ دونوں ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں، اُن کے احوال و اعمال، ظاہر و باطن، اچھے اور پاک ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عشق و محبت کا پتہ چلتا ہے، اگر ان کے دلوں میں کچھ تھا تو رسول اللہ ﷺ کی محبت تھی، جن کی محبت میں ہر وقت بے قرار رہتے تھے، کیا دنیا کی زندگی یا آخرت سب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ تھی، وہ جگہ وہ گھڑی اچھی معلوم نہیں ہوتی تھی، جس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات موجود نہ ہو، اُن کی محبت کا تقاضا تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو رسول اللہ ﷺ کی معیت کی خوشخبری عطا فرمائی، آقائے دو جہاں ﷺ کی شان تو بہت بلند و بالا ہے، جس کسی کو بھی نبی کریم ﷺ سے محبت ہو گئی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو گیا، اُن کی دلجوئی میں اپنا کلام نازل فرمایا، سبحان اللہ۔

استاذِ زمن فرماتے ہیں:

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے اس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو (ذوقِ نعت)

خدا چاھتا ھے رضائے محمد ﷺ

۷۔ ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾ (۶۲)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا

۶۲۔ النساء: ۴/ ۸۰

تو ہم نے تمہیں اُن کے بچانے کو نہ بھیجا۔

شانِ نزول: ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہماری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی، اِس پر بعض منافقین نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو ربّ مان لیں، جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں نے ربّ مانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(۶۳)

اِس سے چند فائدہ حاصل ہوئے:

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بارگاہِ الٰہی میں وہ قُرب خاص حاصل ہے کہ جو مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا غلام ہے وہ حقیقۃً اللہ کا بندہ ہے، ''مثنوی مولانا روم'' میں ہے۔

بندۂ خود خواند در رشاد جملہ عالم را بخواں قُل یا عباد (۶۴)

۲۔ اطاعتِ الٰہی سے پہلے اطاعتِ رسول ﷺ کرنی پڑتی ہے، اس لئے یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو پہلے ذکر کیا گیا اور شرط بنا کر بیان کیا گیا، اور اطاعتِ الٰہی کو جزا بنا کر بعد میں ارشاد فرمایا، اور حقیقت بھی یوں ہے، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانو! تم پر اللہ نے پانچ نمازیں فرض فرمائیں ہیں، اور قرآن کی یہ آیت (ہم پر) نازل فرمائی''، پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کا حکم مانیں گے یہ اطاعتِ رسول ﷺ ہوئی، پھر نماز ادا کی اور یہ نماز ادا کرنا اطاعتِ الٰہی ہوئی۔

۳۔ اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے سوا مخلوق میں کسی کی اطاعت کرنا ضروری نہیں، اگر ماں باپ، استاد، عالم شیخ وغیرہ کی اطاعت کی جاتی ہے تو محض اِس لئے کہ حضور ﷺ نے اُن کی فرمانبرداری کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، پہلے نبی کریم ﷺ کی اطاعت، بعد

۶۳۔ تفسیر البغوی، سورۃ النساء، ۱/ ۵۶۳۔ ایضاً تفسیر الخازن، سورۃ النساء ۱/ ۵۶۳

۶۴۔ ''ترجمہ و تشریح از صاحبزادہ محمود عثمان نعیمی'' یعنی، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ارشاد میں حضور علیہ السلام کو اپنا بندہ فرماتا ہے۔ باقی تمام جہانوں کے لے پڑھو قرآن کی آیت ''قُلْ یَا عِبَادِ'' یعنی اے محبوب ان سے آپ فرما دیجئے اے میرے بندو، تمام جہان کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے، اے میرے بندو خود انہیں اپنا بندہ نہیں فرمایا۔

میں دیگر کی۔

"مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ وہ دوسرا نکاح کر یں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "علی کو اس کی اجازت نہیں کہ دوسرا نکاح کریں، اگر وہ چاہتے ہیں تو فاطمہ کو طلاق دے دیں، پھر دوسری شادی کریں"۔(٦٥) غور کرو، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ (٦٦)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو، تین تین اور چار چار۔

مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام۔ (٦٧)

اسی جگہ "مرقاۃ" میں "شرح صحیح مسلم" کے حوالے سے مذکور ہے کہ:

فِی الحدیث تَحْرِيْمُ اِيْذَاءِ النَّبِیِّ ﷺ بِكُلِّ حَالٍ وَ عَلٰی كُلِّ وَجْهٍ وَ اِنْ تَوَلَّدَ الْاِيْذَاءُ مِمَّا كَانَ أَصْلُهُ مُبَاحًا وَ هُوَ مِنْ خَوَاصِهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ عَلَيْهِ (٦٨)

٦٥۔ مرقاۃ المفاتیح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبی ﷺ و رضی الله عنهم، الفصل الأول، برقم: ٦١٣٩، ٢٩٣/١١

٦٦۔ النساء: ٣/٤

٦٧۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ابن ابی داؤد نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر دوسرا نکاح کرنا حرام فرمایا کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے "جو میرے رسول تمہیں دیں تو اُسے لے لو اور جس سے میرے رسول تمہیں روکیں تو رُک جاؤ" (الحشر: ٧/٥٩)، پس جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دیتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح جائز نہ رہا مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ اجازت مرحمت فرمائیں (مرقاۃ المفاتیح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبی ﷺ، الفصل الأول، برقم: ٦١٣٩، ٢٩٣/١١)

٦٨۔ مرقاۃ المفاتیح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبی ﷺ و رضی الله عنهم، الفصل الأول، برقم: ٦١٣٩، ٢٩٣/١١

یعنی، اس میں بہر حال اور بہر وجہ نبی ﷺ کو ایذاء دینے کے حرام ہونے کا ثبوت ہے اگرچہ وہ ایذاء ایسے فعل سے پیدا ہو کہ جس کی اصل مباح ہو اور یہ نبی ﷺ کے خواص سے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایذاءِ رسول ﷺ حرام ہے، اگرچہ کسی حلال فعل سے ہی ہو، یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔

اللہ عزوجل نے اپنے رسول سید عالم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت بنایا اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا، اور اس پر ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا، اور آپ کی نافرمانی پر بڑے عذاب سے ڈرایا، لہٰذا آپ ﷺ کے ہر حکم کو بجالانا اور آپ ﷺ کی ہر نہی (ممانعت) سے اجتناب کرنا اور بچنا فرض ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے میری اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی بلاشبہ اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی"۔(٦٩)

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ عزوجل کی ہی اطاعت ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا، پس آپ ﷺ کی اطاعت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے ذریعہ جو حکم دیا ہے اُسے بجالایا جائے یہی اللہ عزوجل کی اطاعت ہے۔

اللہ عزوجل نے کفار کا وہ قول نقل فرمایا جب کہ طبقاتِ جہنم میں اُن کے چہروں کو آگ میں اُلٹ پلٹ کیا جائے گا، اُس وقت کفار کہیں گے:

﴿يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾ (٧٠)

٦٩۔ صحيح البخاری، كتاب الأحكام، باب قول الله تعالیٰ ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ برقم: ٧١٣٧، ٣٧٤/٤۔
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية الخ، برقم: ١٨٣٥، ص ٩١٣

٧٠۔ الأحزاب: ٦٦/٣٣

ترجمہ: اے کاش کہ ہم نے اللہ کی اطاعت اور رسول کی فرمانبرداری کی ہوتی۔

پس کفار ایسے وقت میں آپ ﷺ کی اطاعت کی تمنا کریں گے جب کہ اُن کی یہ تمنا کوئی نفع نہ دے گی۔(۷۱)

آج لے پناہ اُن کی آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا(حدائق بخشش)

سچ تو یہ ہے کہ **خدا چاہتا ہے کہ رضائے محمد ﷺ**

۸۔ ﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ﴾ (۷۲)

ترجمہ: اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی۔ جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔

شانِ نزول: ہجرت سے پہلے کفارِ قریش نے یہود کی جماعت کو جن میں مالک بن صیف بھی تھا، حضور پُرنور ﷺ سے مناظرہ کرنے کے لئے بُلایا۔ مالک بن صیف یہود کا بڑا عالم تھا، کفارِ قریش کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کے بے علمی، بے بسی ظاہر کی جائے (نعوذباللہ من ذالک) اور لوگ حضور ﷺ سے بدظن ہو جائیں۔

جب مالک بن صیف مناظرے کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو حضور نبی کریم ﷺ نے اُس سے پوچھا اے مالک بن صیف! کیا تو توریت جانتا ہے؟ وہ بولا پورے عرب میں اِس وقت مجھ سے بڑا (توریت کا) عالم کوئی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا تجھے

۷۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الأول فی فرض الإیمان، ووجوب طاعته الخ، فصل، ص۲۳۹

۷۲۔ الأنعام: ۹۱/۶

اُس ربّ کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت میں نازل کی، کیا توریت میں یہ آیت ہے: "اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْحَبْرَ السَّمِیْنَ" وہ بولا کہ ہاں، حضور ﷺ نے فرمایا تو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے، بحکمِ توریت تو مردود بارگاہِ الٰہی ہے تو اپنی قوم سے رشوتیں لیتا ہے، حرام خوری کر کے موٹا ہوا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قَدْ سَمِنْتَ مِنْ مَالِكَ الَّذِیْ یُطْعِمُكَ الْیَهُوْدُ" تو اُن کا عالم ہے اور موٹا بھی ہے اور یقیناً اس مال سے موٹا ہوا ہے جو یہودی تجھے کھلاتے ہیں۔ یہ سُن کر سب یہودی جو حاضر تھے ہنس پڑے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا، پہلے توریت کے حکم سے اپنا ایمان ثابت کر، اس پر مالک گھبرا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منہ کر کے کہنے لگا: "مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ" اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا نہ وحی نہ کتاب۔

اُس کی بکواس پر خود یہود اُسے لعنت ملامت کرنے لگے، اور بولے کہ تو نے تو توریت کے نزول کا ہی انکار کر دیا، وہ بولا مجھے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے غصہ دلایا، جس سے اُس وقت میں اِس قدر گھبرا گیا کہ یہ بات کہہ گیا۔

یہود نے مالک بن صیف کو علیحدہ کر دیا، اُس کی جگہ کعب بن اشرف کو مقرر کیا، اِس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس میں مالک بن صیف کی تردید کی۔(۷۳)

''یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی کہ چاہیے تھی، جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اُتارا''۔

یعنی، جب کہ انہوں نے بعثتِ رُسل اور وحی کا انکار کر دیا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو بلند کیا، حضور نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت اللہ عزوجل کی قدر تھی کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہی اللہ کی

۷۳۔ روح المعانی، سورۃ الأنعام، الآیة ۹۱، ۲۸۶/۷۔ اور علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں کہ صاحبِ تفسیر نسفی نے بھی اِس آیت کریمہ کے تحت ایسا ہی لکھا ہے، دیکھئے تفسیر النسفی، سورۃ الأنعام، ۲۲/۱

أیضاً تفسیر خزائن العرفان، سورۃ الأنعام، الآیة: ۹۱، ص ۱۶۵

ذات کا علم ہوتا ہے۔ نبی و رُسل کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ کفارِ قریش نبی کریم ﷺ کی شان کو کم کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ کو اُن کی عزت و آبرو بلند کرنا مقصود ہے۔ ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے　　یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے　　جب بڑھائے تجھے اللہ تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۹۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ﴾ (۷۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو، جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے۔

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اور نماز

اِس آیت سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کا بُلانا ہی اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے، ''بخاری شریف'' میں حضرت سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے پکارا، میں نے جواب نہ دیا، بعد نماز حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ''رسول کے بلانے پر حاضر ہو''۔ (۷۵)

۷۴۔ الأنفال:۸/۲۴

۷۵۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ما جاء فی الفاتحة، برقم:۴۴۷۴، ۳/۱۴۱، و باب ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ الآیة (الأنفال:۸/۲۴) برقم:۴۶۴۷، ۳/۱۹۶، و باب ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا﴾ الآیة (الحجر:۱۵/۸۷) برقم:۴۷۰۳، ۳/۲۱۹، و کتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الکتاب، برقم:۵۰۰۶، ۳/۳۴۸

أیضاً سنن النسائی، کتاب الإفتتاح، باب تأویل قول الله ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا﴾ الآیة برقم:۹۱۳

أیضاً المسند للإمام أحمد: ۴/۲۱۱

أیضاً صحیح ابن خزیمة، جماع أبواب الکلام المباح فی الصلاة، باب ما خص الله عز و جل به نبیه ﷺ، برقم:۸۶۲، ۱/۴۳۷

أیضاً مشکاة المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، برقم:۲۱۱۸، ۱-۲/۳۹۹

ایسا ہی دوسری حدیث میں، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے، حضور ﷺ نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے بارگاہ میں سلام عرض کیا، حضور ﷺ نے فرمایا ''تمہیں جواب دینے میں کیا بات مانع ہوئی''، عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو''۔ عرض کیا۔ بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ (۷۶)

اِس آیت کے ضمن میں علمائے کرام فرماتے ہیں(۷۷) اگر نمازی نماز پڑھ رہا ہو، حضور ﷺ اُس کو بُلائیں تو اُس پر فرض ہے کہ نماز چھوڑ کر فوراً حاضرِ دربار ہو اُس کی نماز فاسد نہ ہو گی، وہ آپ سے گفتگو کرے، آپ کی طرف چلے، آپ کے حکم کے مطابق جو ارشاد فرمائیں، وہ کام کرے، اُس سے نماز میں کوئی نقص نہ آئے گا، حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کے بعد دوبارہ اُسی مقام سے اپنی نماز پوری کرے جہاں جس رکعت میں جس رُکن سے چھوڑی تھی، بلکہ یہ نماز اُس کی زندگی کی نمازوں کی قبولیت کا سبب بن جائے گی۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب نمازی کا سینہ بغیر عذر بیت اللہ سے پھر جائے اُس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔(۷۸) لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، حضور ﷺ کے حکم پر

۷۶۔ سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل فاتحة الکتاب، برقم:۲۸۷۵، ۴/۳

أیضاً صحیح ابن خزیمة، جماع أبواب الکلام المباح فی الصلاة، باب ما خص الله عز و جل به نبیه ﷺ الخ، برقم:۸۶۱، ۱/۴۳۶، ۴۳۷

أیضاً المستدرک للحاکم، کتاب فضائل القرآن، باب ما أنزلت فی التوراة الخ، برقم:۲۰۹۵، ۲/۲۶۱

أیضاً فتح الباری، کتاب التفسیر، باب ما جاء فی فاتحة الکتاب، برقم:۴۴۷۴، ۱۰/۸/۱۱۹

۷۷۔ مرقات المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، برقم:۲۱۱۸ (۱۰)، ۵/۱۴

أیضاً أشعة اللمعات، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، ۲/۱۲۶

أیضاً عمدة القاری شرح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی الفاتحة. برقم:۴۴۷۴، ۱۲/۴۱۲

أیضاً مدارج النبوة، ۱/۱۳۵ و أیضاً الخصائص الکبریٰ، ۲/۲۵۳ وغیرہا

۷۸۔ جیسا کہ ''دُرِّ مختار'' کے مُفسداتِ نماز میں ہے کہ سینے کا قبلہ سے بلا عذر پھرنا بالاتفاق مُفسدِ نماز ہے (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب ما یُفسد الصلاة و ما یکرہ فیه ص۸۶)

نماز چھوڑ کر حاضر ہوتا ہے، تعمیلِ حکم بجا لاتا ہے، چلتا ہے گفتگو کرتا ہے، یہ سب کچھ نماز ہی ہو جاتا ہے، معلوم ہوا اصل توجہ کا مرکز (جس پر اللہ تعالیٰ کی توجہ ہے) نبی کریم ﷺ کی ذات ہے، اُس طرف سے رُخ نہ پھرنے پائے۔ اور علامہ صاوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بلانا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے اور نبی ﷺ کی اطاعت نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔(۷۹)

جس وقت نبی کریم ﷺ حالتِ علالت میں تھے، ضُعف کی وجہ سے (جو کہ اختیاری تھا تا کہ اُمت کے لئے سنت ہو جائے) تشریف نہ لاتے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے حکم فرمایا، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صدیق اکبر کی امامت میں نماز ادا کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس، حضرت علی رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر دستِ مبارک رکھ کر اپنے حجرہ مبارک سے مسجد میں اپنے غلاموں کو ملاحظہ فرمانے کے لئے ذرا نگاہ کرم فرمائی، تمام صحابہ کی توجہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ہوئی، قریب تھا کہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت میں اُس طرف رُخ پھیر دیں، حضور ﷺ نے اشارہ سے نماز کو پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، اور خود حجرہ مبارک میں جلوہ فرما ہوئے۔(۸۰)

حدیث پاک میں ہے، ایک دن نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بلال بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دو''، بلال (رضی اللہ عنہ) تعمیلِ حکم میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گئے۔(۸۱)

۷۹۔ حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، سورۃ (۸) الأنفال:۲۵، ۱۳/۳

۸۰۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب أھل العلم و الفضل أحق بالإمامۃ، برقم: ۶۸۰، ۶۸۱، ۱/۱۶۴، و باب ھل یلتفت لأمر ینزل بہ الخ، برقم: ۷۵۴، ۱/۱۸۰، و کتاب العمل فی الصلاۃ، باب من رجع القھقری فی صلاتہ الخ، برقم: ۱۲۰۵، ۱/۲۹۲، و کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاتہ، برقم: ۴۴۴۸، ۳/۱۳۵

۸۱۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے ''مدارج النبوۃ'' (وصل در ذکر شکستن اصنام خانۂ کعبہ ۲/۲۹۴) میں ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نماز کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔

سبحان اللہ ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں، اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا، اس نے نظر بچا کر آپ ﷺ کو دیکھنا شروع کیا، حتی کہ کسی طرف وہ مائل ہی نہ ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا حال ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ کی طرف نظر کرنے سے حظ (لذت) حاصل کرتا ہوں، جب آپ کو بروزِ قیامت اللہ عزوجل مقام رفیع عطا فرمائے گا (اس وقت میرا کیا حال ہوگا) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (۸۲)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔(۸۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ سے محبت رکھے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا''۔(۸۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

''لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ'' (اس حدیث شریف کی تخریج آیت نمبر ۲ کے تحت گزر چکی ہے)

۸۲۔ النساء: ۴/۶۹

۸۳۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الأول: فی فرض الإیمان بہ الخ، فصل فی ثواب محبتہ ﷺ، ص ۲۴۷

۸۴۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الاول فی فرض الإیمان بہ الخ، فصل فی ثواب محبتہ ﷺ، ص ۲۴۷

یعنی، تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ واولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

سہل بن عبداللہ التستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَرَ وِلَايَةَ الرَّسُوْلِ فِيْ جَمِيْعِ أَحْوَالِهٖ وَلَمْ يَرَ نَفْسَهٗ فِيْ مِلْكِهٖ ﷺ لَا يَذُوْقُ حَلَاوَةَ سُنَّتِهٖ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ نَفْسَهٗ" (۸۵)

یعنی، جو ہر حالت میں رسول اللہ ﷺ کو اپنا مالک نہ جانے اور اپنی ذات کو اُن کی ملکیت میں نہ سمجھے وہ حلاوتِ سنت سے محروم ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُس کی جان سے زیادہ اُس کو محبوب نہ ہو جاؤں''۔

امامِ عشق ومحبت، سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی رضا اِس میں ہے کہ اُس کے نبی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی تعظیم وتوقیر اُن کی محبت میں فنا ہوکر کی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی تعریف سن کر خوش ہوا کرتے۔ ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی شان میں چند اشعار عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا، بیان کرو اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو مضبوط کرے۔(۸۶)

۸۵۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل في لزوم محبته ﷺ، ص۲۴۶

أيضاً المواهب اللدنية لمقصد السابع، الفصل الأول، ۲/۴۹۴

۸۶۔ اس حدیث کو حضرت خُریم بن اَوس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو آقا ﷺ کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوا جب آپ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو میں مسلمان ہوا اور میں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ اور نعت مصطفیٰ ﷺ

اِسی طرح سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی محبت میں کچھ اشعار شانِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے تو حضور ﷺ خوش ہوتے ان کے لئے منبر رکھتے، اور پھر حضور سید عالم ﷺ ان کو اپنی دعاؤں سے نوازتے چنانچہ ایک دن حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نعت نبی کریم ﷺ کے لئے کھڑے ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ''۔ حسان رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے، ارشاد فرمایا: ''منبر مبارک پر چڑھ کر نعت بیان کرو''۔ (۸۷) نبی کریم ﷺ کا ادب ومحبت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے، جس پر حضور ﷺ خوش ہوگئے، جنتی بن گیا، جس سے ناراض ہوئے جہنم میں گیا۔

حضور ﷺ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد نبوی شریف میں منبر رکھتے اور حضرت حسّان اُس پر کھڑے ہوکر حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں نعتیہ اشعار پڑھتے تھے اور حضور ﷺ فرماتے تھے ''جب تک حسّان میرے بارے میں نعتیہ اور فخریہ اشعار پڑھتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس (یعنی جبریل) کے ذریعے حسّان کی مدد فرماتا ہے''۔(۸۸)

کہ ''یا رسول اللہ! میں آپ کی نعت ومدحت بیان کرنا چاہتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قُلْ لَا يَفْضُضِ اللّٰهُ فَاكَ" سناؤ اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو محفوظ رکھے، پھر آپ نے اشعار سنائے الخ (اتحاف الأنام بأول مولد في الإسلام، ص۱۵) اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار اور نبی ﷺ کی دعا کو امام طبرانی نے "المعجم الكبير" (۴/۲۱۳) میں، امام ذہبی نے "سير أعلام النبلاء" (۱_۲/۳۶) میں، اور "تاريخ إسلام" (السيرة النبوية، ص۴۳، ۴۴) میں اور ابن القیم نے "زاد المعاد" (بيان غزوة تبوك، فصل بعد فصل في أمر مسجد الضرار الخ، ۳/۶۸۶) میں نقل کیا ہے۔

۸۷۔ یا دیں مٹائی نہ جائیں، ص۶، ۷

۸۸۔ سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الشعر، برقم۵۰۱۵، ۵/۱۷۶

أيضاً سنن الترمذي، كتاب الأدب، باب ما جاء في إنشاد الشعر، برقم۲۸۴۶، ۳/۵۶۱، ۵۶۲

أيضاً المسند للإمام أحمد: ۶/۸۲

أيضاً المستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصحابة، باب كان روح القدس يؤيد حسان،

اور حضرت سود بن سُریع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کیا بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور آپ کی نعت کہی ہے (اجازت ہو تو عرض کروں) تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''آؤ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے ابتداء کرو''۔(۸۹)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۰۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

شانِ نزول: ابو لبابہ ہارون بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی، واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہود بنو قریظہ کا دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کیا، اس سے وہ سخت پریشان ہوئے، اُن کے دل خوفزدہ ہو گئے، تو ان کے سردار کعب بن اسد نے کہا کہ اب تین طریقے ہیں، جو تمہیں نجات دلا سکیں:

۱۔ جناب سید عالم ﷺ کی تصدیق کر کے اُن سے بیعت کر لو اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی مُرسَل ہیں، اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے، اُن پر ایمان لانے کے بعد تمہاری جان و مال اور اہل و عیال سب محفوظ ہو جائیں گے، لیکن اس بات کو یہود نے نہ مانا۔

۲۔ اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دو، پھر تلواریں لے کر حضور (ﷺ) اور اُن کے اصحاب

برقم:۶۱۱۲، ۶۱۶/۴
أيضاً المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الأدب، باب الرخصة في الشعر، برقم:۲٦٥٤٢، ۲۸۸/۱۳

۸۹۔ المسند للإمام أحمد، ۲٤/٤۔
أيضاً المعجم الكبير للطبراني، ۲۸۷/۱۔
أيضاً المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الأدب، الرخصة في الشعر، برقم:۲٦٥۸۹، ۳۰۸/۱۳، ۳۰۹

۹۰۔ الانفال: ۲۷/۸

کے مقابل نکلو، اگر مارے بھی گئے تو ہمیں اولاد و ازواج کا غم تو نہ رہے گا، اس پر قوم نے کہا کہ اہل و عیال کے بعد جینا ہی بے کار ہے۔

۳۔ حضور نبی کریم (ﷺ) سے صلح کر لو، اس کو تمام بنو قریظہ نے قبول کر لیا، اور بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں صلح کی درخواست پیش کی، لیکن حضور ﷺ نے یہ درخواست قبول نہ کی، اور حکم فرمایا کہ وہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول کریں۔

اس پر یہود نے عرض کی کہ ہمارے پاس ابو لبابہ کو بھیج دیجئے، ابو لبابہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے، لیکن اُن کا تعلق یہود سے اس وجہ سے تھا کہ اُن کے اہل و عیال اور تمام مال بنی قریظہ کے قبضہ میں تھا، نبی کریم ﷺ نے ابو لبابہ کو بھیج دیا، یہود بنی قریظہ نے آپ سے رائے لی کہ سعد بن معاذ کا فیصلہ ہم منظور کریں یا نہ۔

حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا، کہ اُن کا فیصلہ منظور کرنا اپنے کو قتل کرنا ہے، حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مشورہ دیتے ہی میرے دل میں محسوس ہوا کہ مجھ سے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ خیانت سرزد ہوئی، یہ سوچ کر سیدھے مسجد نبوی میں جا کر ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ کرے گا میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا، نماز کے اوقات میں اُن کی بیوی اُن کو کھول دیتی، اس مہلت میں وہ قضاء حاجت اور نماز ادا فرما لیتے، اُس کے بعد پھر اُن کی بیوی ان کو باندھ دیتی۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر ارتکاب جرم کے بعد ابو لبابہ ہمارے پاس آ جاتے تو اُن کی مغفرت کے لئے دعا کرتے، لیکن جب انہوں نے ایسا نہ کیا تو اب میں انہیں نہیں کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ سے اُن کی خطا معاف نہ ہو۔

آپ لگاتار سات دن بندھے رہے، حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بشارت لے کر ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میں ہرگز نہ کھلوں گا جب تک خود سرکارِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں، چنانچہ رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں کھول دیا،

ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! توبہ کی قبولیت پر میں اس بستی کو چھوڑتا ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(۹۱)

جس نے حضور ﷺ کی سنت کو زندہ رکھا

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اے فرزند! اگر تم اِس کی قدرت رکھو کہ تمہاری صبح اور شام اِس حالت میں ہو کہ تمہارا دل ہر ایک کی کدورت سے پاک و صاف ہو تو ایسا کرو“، اس کے بعد مجھ سے فرمایا:

”اے فرزند! یہ میری سنت ہے، جس نے میری سنت کو زندہ رکھا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا“۔(۹۲)

لہٰذا اَب جو شخص اِس صفت سے متصف ہوگا تو وہ اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت میں کامل ہوگا، اور جو شخص اِن میں سے بعض اُمور کی مخالفت کرے گا اُس کی محبت اُتنی ہی ناقص ہوگی اِس پر دلیل حضور ﷺ کا اُس شخص کے بارے میں وہ فرمان ہے کہ جس کو شراب پینے پر حد جاری کی گئی، اُس وقت بعض لوگوں نے اُس پر لعنت کی تھی، تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

۹۱۔ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنّة الخ، برقم: ۲۶۷۸، ۳/ ۴۷۳
و نقله التبریزی فی "مشکاۃ" فی کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنّة، الفصل الثانی، برقم ۱۷۵، ۱_۲/ ۵۵
أیضاً نقله القاضی عیاض المالکی فی "الشفا" فی القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

۹۲۔ تفسیر الطبری، سورة الأنفال، الآیة: ۲۷، ۶/ ۲۲۰
أیضاً تفسیر القرطبی، سورة الأنفال، الآیة: ۲۷، ۴/ ۳۹۴
أیضاً زاد المسیر، سورة الأنفال، الآیة: ۲۷، ۲/ ۳/ ۲۶۱، ۲۶۲
أیضاً تسهیل الوصول، سورة الأنفال، الآیة: ۲۷، ص ۱۶۰
أیضاً تفسیر خزائن العرفان، سورة الأنفال، الآیة ۲۷، ص ۲۱۴
أیضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

”اِس پر لعنت مت کرو...... کہ یہ اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے“۔(۹۳)

اور عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اگر اجازت دیں تو میں اُس (یعنی اپنے باپ) کا سر کاٹ کر پیش کر دوں۔(۹۴)

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجلّ سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے محبت کرے اور قرآن سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے محبت کرے، اور آپ سے محبت کرنے کی پہچان یہ ہے کہ آپ کی سنّت سے محبت کرے۔ اور آپ کی سنّت سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت سے محبت کرے اور آخرت سے محبت کرنے کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے بغض رکھے اور دنیا کا بغض یہ ہے کہ ”قوت لایموت“ اور توشۂ آخرت کے سوا کچھ جمع نہ کرے تا کہ آخرت میں فلاح سے ہمکنار ہو۔(۹۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کوئی شخص کسی سے اپنی جان کے بارے میں نہ پوچھے سوائے قرآن کے۔ (کیونکہ) اگر اس کی محبت قرآن سے ہے تو وہ اللہ عزّ وجلّ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب رکھتا ہے۔(۹۶)

۹۳۔ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب ما یکره من لعن شارب الخمر الخ، برقم: ۶۷۸۰، ۴/ ۲۷۶
أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب الحدود، باب ما لا یدعی علی المحدود، الفصل الأول، برقم: ۳۶۲۵ (۱)، ۱_۲/ ۶۶۳
أیضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

۹۴۔ کشف الأستار، کتاب علامات النبوة، مناقب عبد الله بن أبیّ، برقم: ۲۷۰۸، ۳/ ۲۶۰
أیضاً مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب فی عبدالله بن أبیّ، برقم: ۱۵۷۶۱، ۹/ ۳۹۰ وقال: رواه البزار و رجاله ثقات

۹۵۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۲

۹۶۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۲

اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ایک مخفی راز کو ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دل جوئی فرمائی جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف ہوئی تھی، اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو ادب کا طریقہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ کے آداب خود بنا کر اپنے محبوب کی شان کو ظاہر فرماتا ہے تا کہ مسلمان وہ کام کرے جس سے نبی کریم ﷺ راضی ہوں۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۱۔ ﴿وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ (۹۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

شانِ نزول: (۹۸) یہ ہے کہ جب مسلمان جنگِ بدر سے واپس ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے کارنامے سنانے لگا، ایک کہتا تھا میں نے فلاں کو قتل کیا، دوسرا کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا، اس پر یہ ارشاد ہوا کہ اِس مقابلہ میں تم اپنے زور بازو پر فخر نہ کرو، اِس جنگ میں تمام تر امداد منجانب اللہ ہوئی۔

بدر کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا تو وہ ہزار کی تعداد میں تھے اور حضور ﷺ کے اصحاب تین سو تیرہ، حضور ﷺ نے قبلہ رُو ہو کر قیام فرمایا اور اپنے نوری ہاتھ پھیلا کر اپنے ربّ کے حضور عرض پیرا ہوئے، ''الٰہی! جو تو نے وعدہ فرمایا، وہ پورا کر، الٰہی! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، اے اللہ! اگر تو نے ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیا تو تمام روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی''۔

اِس قسم کے کلمات سے حضور اقدس ﷺ دُعا فرما رہے تھے حتیٰ کہ دوش مبارک سے رداء (چادر) اُتر گئی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور

۹۷۔ الأنفال: ۸/۱۷

۹۸۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اکثر اہل تفسیر کے مطابق یہ آیہ کریمہ بدر کے روز نبی ﷺ کے مشرکین کی جانب "شاھت الوجوہ" فرماتے ہوئے کنکریاں پھینکنے کے بارے میں نازل ہوئی (تفسیر ابن کثیر، سورة الأنفال، الآیة: ۱۷، ۲/۳۹۱، ۳۹۲۔ أیضاً تیسیر الوصول، سورة الأنفال، الآیة ۱۷، ص ۱۵۸، ۱۵۹)

عرض کرنے لگے اے اللہ کے نبی! اب آپ کی مناجات آپ کے ربّ کے ساتھ کافی ہوگئی، وہ یقیناً اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ (۹۹)

حضور ﷺ کے معجزات

ابو نعیم (۱۰۰) نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میدانِ بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کو لے کر لشکر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا، جس سے اُن کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہوگئیں۔ (۱۰۱)

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھی وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتہ منہ پھر گیا

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی، میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی، میں اُس سے لڑتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار اُن کے وصال تک اُن کے پاس رہی۔ (۱۰۲)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلمہ بن سلام بن حریش کی تلوار بدر کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمائی جو

۹۹۔ صحیح البخاري، کتاب الوصایا، باب ما قیل في درع النبي ﷺ الخ، برقم: ۲۹۱۵، ۲/۲۵۲
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب الإمداد بالملائکة في غزوة بدر الخ، برقم: ۴۶۰۹/ ۵۸۔ (۱۷۶۳) ص ۸۶۸، ۸۶۹

۱۰۰۔ دلائل النبوّة لأبي نعیم، الفصل الخامس و العشرون: في ذکر ما جری من الآیات في غزواته و سرایاه، برقم: ۴۰۰

۱۰۱۔ الخصائص الکبری، باب ما وقع في غزوة بدر من المواقعات و المعجزات، ۱/۲۰۳

۱۰۲۔ دلائل النبوّة للبیهقي، السفر الثالث، باب ما ذکر في المغازي من دعائه یوم بدر و بانقلاب الخشب في ید من أعطاه سیفاً الخ، ۳/۹۸، ۹۹
أیضاً کتاب المغازي للواقدي، بدر القتال، ۱/۹۷
أیضاً الخصائص الکبری، باب ما وقع في غزوة بدر من المواقعات و المعجزات، ۱/۲۰۵

اُس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی، وہ کھجور کی ٹہنی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا ''اِس سے لڑو'' تو لڑتے وقت وہ تلوار بن گئی، وہ تلوار بدستور اُن کے پاس رہی حتی کہ وہ شہید ہو گئے۔(۱۰۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضر موت کے باشندے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن میں اشعث بن قیس بھی تھے، انہوں نے کہا کہ ایک بات ہم نے اپنے دل میں چھپائی ہے بتایئے وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ یہ تو کاہن کا کام ہے اور کاہن کی کہانت کا مقام دوزخ ہے''۔

تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم کس طرح جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپ نے ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا، ''دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں''۔ چنانچہ حضور ﷺ کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح بیان کی (پڑھی) یہ سنتے ہی انہوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔(۱۰۴)

حضرت عبادہ بن عبدالصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، انہوں نے اپنی باندی سے فرمایا کہ دستر خوان لاؤ، ہم کھانا کھائیں گے، اس نے لا کر بچھا دیا، فرمایا کہ رومال بھی لاؤ، وہ ایک رومال لے آئی جو کہ میلا تھا، فرمایا اِس کو تنور میں ڈال دو، اُس نے تنور میں ڈال دیا جس میں آگ بھڑک رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے نکالا گیا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر کہا، کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ اپنے مبارک منہ کو صاف کیا کرتے تھے (بعض جگہ دستِ مبارک کا ذکر ہے) جب میلا ہو جاتا ہے تو ہم اِس کو اِس طرح آگ میں ڈال دیتے ہیں جس سے یہ صاف ہو جاتا ہے، کیونکہ جو چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں پر گزرے آگ اُسے نہیں جلاتی۔(۱۰۵)

۱۰۳۔ الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی غزوۃ بدر من المواقعات و المعجزات، ۱/۲۰۵

۱۰۴۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس عشر، ذکر أخذ القرآن و رؤیۃ النبی ﷺ الخ، ۱/۲۳۷، ۲۳۸

۱۰۵۔ الخصائص الکبریٰ، باب الآیۃ فی النار، فائدۃ فی عدم احتراق المندیل الخ، ۲/۸۱۔ و قال: أخرجہ أبو نعیم عن عباد بن عبدالصمد

مولانا رومی رحمہ اللہ ''مثنوی شریف'' میں اس واقعہ مبارک کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

اے دل ترسندہ از نار و عذاب　　　با چنان دست و لبے کن اقتراب

چوں جمادے را چنان تشریف داد　　　جان عاشق را چہا خواہد کشاد

یعنی، اے وہ دل جس کو نارِ جہنم اور عذابِ دوزخ کا ڈر ہے، اُن پیارے پیارے ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں حاصل نہیں کرتا، جب کہ بے جان چیز (دستر خواں) کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی کہ وہ آگ میں نہ جلے، تو جو اُن کے عاشق صادق اور بندۂ بارگاہ بے کس پناہ ہوں اُن پر جہنم کیوں حرام نہ ہو۔

امامِ عشق و محبت، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھوٹے سستے
وہ آگ بجھا دے گی جو آگ لگائی ہے

(حدائق بخشش)

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا
ٹھوکریں کھاتے پھرو گے اُن کے دَر پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

(حدائق بخشش)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ابو رافع یہودی (جو کہ حضور ﷺ کا دشمن تھا) کو قتل کر کے اُس کے اونچے مکان سے اُترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی، انہوں نے اپنی پنڈلی عمامہ سے باندھ لی اور حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا، ''اپنا پاؤں پھیلا دو''، فرماتے ہیں میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا، حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اُس پر پھیرا، میری پنڈلی ایسی دُرست ہوئی کہ گویا کبھی ٹوٹی

ہی نہ تھی۔(۱۰۶)

ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسید بن ابی اُناس (''کنز العمال'' میں اُسید بن اَبی اِیاس ہے) رضی اللہ عنہ کے چہرہ اور سینہ پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو (اُن کا چہرہ اور سینہ اِس قدر روشن ہو گیا کہ) وہ اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتی۔(۱۰۷)

حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو اُن کے چہرے میں اتنی چمک پیدا ہو گئی کہ اُن کے چہرے میں اشیاء کا عکس اُسی طرح دیکھا جاتا جس طرح کہ آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔(۱۰۸)

اِن احادیث مبارکہ اور آیت کریمہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس میں وہ کمالات ہیں جو دنیا کے کسی انسان میں تو کیا اَزل سے لے کر منتہا تک کسی میں نہ پائے گئے نہ پائے جائیں گے، نبی کریم ﷺ نے جس ارادہ سے اپنے مبارک ہاتھ کو حرکت دی وہی کچھ ہو گیا۔

حضور سید اطہر ﷺ کے دستِ اقدس کا ذکر کرتے ہوئے امام اہلسنت فرماتے ہیں:

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم — اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا — موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

معلوم ہوا حضور اکرم ﷺ جیسا ارادہ فرماتے ویسا ہی ہو جاتا۔

۱۰۶۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر و مخرج رسول اللہ ﷺ الیھم الخ، برقم:۴۰۳۹، ۲۷/۳
أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب أحوال القیامۃ و بدء الخلق، باب فی المعجزات، الفصل الأول، برقم:۵۸۷۶، ۲۔۳۸۲/۴

۱۰۷۔ الخصائص الکبری، باب الآیۃ فی أثر یدہ من الشفا و البریق و الطیب و نبات الشعر، ۸۵/۲
أیضاً کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، حرف الألف، برقم:۳۶۸۱۹، ۱۲۳/۱۳/۹

۱۰۸۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الرابع، فصل فی کراماتہ و برکاتہ الخ، ص ۲۱۱

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۴۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۱۰۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو، اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو وہی ظالموں میں ہے۔

شانِ نُزول: جب مشرکین سے ترکِ موالات کا حکم نافذ ہوا تو بعض کو یہ ناگوار گزرا، اور وہ کہنے لگے کہ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے باپ، بھائی وغیرہما اقرباء سے ترکِ تعلق کریں، بتایا گیا کفّار سے موالات جائز نہیں، چاہے اُن سے کوئی بھی رشتہ ہو، چنانچہ اس کے ساتھ ہی واضح کلمات میں مفصّل حکم ہوا: (۱۱۰)

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ﴾ (۱۱۱)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں، تو راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

۱۰۹۔ التوبۃ:۲۳/۹

۱۱۰۔ زاد المسیر، سورۃ (۹) التوبۃ، الآیۃ:۲۳
أیضاً تفسیر خزائن العرفان، سورۃ التوبۃ، الآیۃ:۲۳
أیضاً تیسیر الوصول، سورۃ (۹) التوبۃ، الآیۃ:۲۳، ص ۱۷۰

۱۱۱۔ التوبۃ:۲۴/۹

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (اس حدیث شریف کی تخریج آیت نمبر۲ کے تحت گزر چکی ہے)

یعنی تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کے ماں باپ واولا داور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (آپ نے فرمایا) کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مجھ کو اور کوئی محبوب نہ تھا۔(۱۱۲)

محبتِ رسول ﷺ

عبدہ بنت خالد بن معدان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب خالد اپنے بستر پر آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنا شوق اور آپ ﷺ کے اصحاب (مہاجرین وانصار) سے اپنی محبت کا ذکر نام لے لے کر کرتے اور کہتے یہ لوگ میری اصل ونسل ہیں۔(۱۱۳) اُن کی طرف میرا دل میلان کرتا ہے، میرا شوق اُن سے طویل ہے، اے میرے رب عزّ وجلّ! میری روح اُن کی طرف جلدی قبض کرلے (یہی کہتے کہتے) اُن پر نیند غالب آجاتی۔(۱۱۴)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا، قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا

۱۱۲۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فیما روی عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص۲۴۷، ۲۴۸

۱۱۳۔ "الشفاء" کے دار احیاء التراث کے مطبوعہ نسخے میں "اصل اور فصل" ہے اور اس کے تحت علامہ احمد بن محمد بن محمد شمنی حنفی لکھتے ہیں کہ صحاح میں ہے کسائی نے اعرابیوں کے قول "لا أصل له و لا فصل" میں "اصل" سے مراد "حسب" ہے اور "فصل" سے مراد "زبان" ہے اور ثعلب نے کہا اعرابیوں کے اس قول میں اصل سے مراد والد اور فصل سے مراد اولاد ہے۔(مزیل الخفاء عن ألفاظ الشفاء، الباب الأول، فصل فیما روی عن السلف الخ، ص۲۴۸)

۱۱۴۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فیما روی عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص۲۴۸
أیضاً المواهب اللدنیة لمقصد السابع، الفصل الأول، ۴۹۷/۲

کہ ابو طالب کا اسلام لانا میرے لئے اُن کے اسلام لانے (یعنی آپ کے والد ابو قحافہ کے اسلام لانے) سے میری آنکھوں کی زیادہ ٹھنڈک کا سبب ہے کیونکہ ابو طالب کا اسلام لانا آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔(۱۱۵)

اس کی مثل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (میرے والد) خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے کہ آپ اسلام لائیں، اس لئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔(۱۱۶)

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک انصاری عورت کا باپ، بھائی اور شوہر غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شہید ہوگئے، اُس وقت اُس نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ الحمد للہ بخیریت ہیں، جیسا تم چاہتی ہو، اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ تاکہ میں آپ ﷺ کو دیکھ لوں، جب اُس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ آپ ﷺ کی سلامتی کے بعد اب مجھے ہر مصیبت آسان ہے۔(۱۱۷)

مفتی خلیل خان برکاتی بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کرتے ہیں:

دیکھ لوں آپ نے کس لطف سے دیکھا مجھ کو
ہوش رہ جائے دمِ نزع بس اتنا مجھکو

(جمالِ خلیل)

مروی ہے ایک عورت نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کو میرے لئے کھول دیجئے، آپ نے اُس کے لئے دروازہ کھول دیا تو

۱۱۵۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فیما روی عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص۲۴۸

۱۱۶۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فیما روی عن السلف و الأئمة من محبتهم الخ، ص۲۴۸

۱۱۷۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فیما روی عن السلف و الأئمة الخ، ص۲۴۸
أیضاً المواهب اللدنیة لمقصد السابع، الفصل الأول، ۴۸۱/۲

وہ رونے لگی حتیٰ کہ وہیں انتقال کر گئی۔(۱۱۸)

(فتح مکہ سے پہلے) جس وقت اہلِ مکہ نے حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو حرم سے نکالا کہ اُن کو قتل کر دیں، تب ابوسفیان بن حرب نے (اپنی حالتِ کفر کے زمانہ میں) اُس سے کہا اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ اِس وقت محمد (ﷺ) تیری جگہ ہوں اور اُن کی (معاذ اللہ) گردن ماری جائے، اور تُو واپس اپنے اہل وعیال میں چلا جائے، تب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حضور ﷺ اِس وقت جہاں بھی رونق افروز ہوں اُس جگہ آپ ﷺ کے پائے اقدس میں کانٹا بھی چُبھے اور میں اپنی جگہ (یونہی) بیٹھا رہوں، اُس وقت ابوسفیان نے کہا کہ میں نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو اِس قدر محبوب رکھتا ہو، جس قدر کہ محمد ﷺ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) اُن کو محبوب رکھتے ہیں۔(۱۱۹)

محبت کی علامت

امام احمد بن محمد قسطلانی فرماتے ہیں نبی ﷺ سے محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ کا ذکر کثرت سے کرے کیونکہ:

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ (۱۲۰)

یعنی، جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اُسی کا ذکر کرتا ہے۔(۱۲۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۱۸۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فیما روی عن السلف و الأئمة الخ، ص۲٤۹

۱۱۹۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فیما روی عن السلف و الأئمة الخ، ص۲٤۹

۱۲۰۔ المواهب اللدنیة، المقصد السابع، الفصل الأول فی وجوب محبته الخ، ۲/٤۹٥

۱۲۱۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں نبی ﷺ کی محبت کی علامات میں ہے کہ آپ ﷺ کا اکثر ذکر کرے کیونکہ جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے (الشفا، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲٥۰)

"حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَ يُصِمُّ" (۱۲۲)

یعنی، انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اُس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سُننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔

علامہ محاسبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: مُحِبوں کی علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کا ذکر کثرت سے دائمی طور پر اِس طرح کرتے ہیں کہ نہ تو کبھی ذکر سے جُدا ہوتے ہیں، اور نہ کبھی چھوڑتے اور نہ کبھی کوتاہی کرتے ہیں اور حکماء کا اِس پر اجماع ہے کہ مُحِبّ محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے (۱۲۳) اور محبوب کا ذکر مُحِبوں کے دلوں پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اُس کا بدل چاہتے اور نہ ہی اُس سے پھرنا اور اگر اُن کے محبوب کا ذکر اُن سے جُدا ہو جائے تو اُن کی زندگی تباہ ہو جائے اور وہ کسی چیز میں لذت وحلاوت نہیں پاتے جو ذکرِ محبوب میں پاتے ہیں۔(۱۲٤)

حضور ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ کے ذکر شریف کے وقت آپ کی تعظیم کی جائے اور خصوصاً آپ کے نام مبارک کے سُننے کے وقت خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری (۱۲٥)

۱۲۲۔ سُنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الهوی، برقم: ٥۱۳۰، ٥/۲۱۸

أیضاً المسند للإمام أحمد ٥/۱۹٤

أیضاً نقله التبریزی فی "مشکاته" فی الآداب (باب المزاح)، برقم:٤۹۰۸، ۳_٤/۲۰۳

۱۲۳۔ امام زرقانی لکھتے ہیں کہ "مُحِب محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے" یہ مرفوع حدیث ہے جسے ابونعیم اور دیلمی نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے (شرح الزرقانی علی المواهب، المقصد السابع، الفصل الأول، ۹/۱۳۲)

۱۲٤۔ المواهب اللدنیة، المقصد السابع، الفصل الأول فی وجوب محبته الخ، ۲/٤۹٥

۱۲٥۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ اسحاق تجیبی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد صحابہ کرام کے سامنے جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ خشوع فرماتے اور روتے اور اسی طرح کثیر تابعین بھی تھے اُن میں سے کچھ تو حضور ﷺ کی محبت اور آپ کی طرف شوق کی وجہ سے ایسا کرتے اور کچھ آپ ﷺ کی ہیبت اور توقیر میں کرتے (الشفا، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲٥۰) اور امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں کہ ابوابراہیم تجیبی نے فرمایا کہ ہر مؤمن پر واجب ہے جب وہ حضور ﷺ کا ذکر کرے یا اُس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے کہ وہ خشوع وخضوع کا اظہار کرے، آپ ﷺ کی توقیر کرے، اپنی حرکت کو روک دے اور اپنے اوپر اسی طرح حضور ﷺ کی ہیبت و اجلال طاری کرے جیسا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہوتا تو اُس پر طاری ہوتا اور آپ کا ادب کرے جیسا

کا اظہار کیا جائے۔(۱۲۶)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''الشفاء'' (۱۲۷) میں فرماتے ہیں:

وَمِنْ عَلَامَاتِ مَحَبَّتِهٖ ﷺ كَثْرَةُ الشَّوْقِ إِلٰى لِقَائِهٖ إِذْ كُلُّ حَبِيْبٍ يُحِبُّ لِقَاءَ حَبِيْبِهٖ

یعنی، آپ ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی زیارتِ اقدس کا بہت زیادہ شوق ہو کیونکہ ہر مُحِب اپنے محبوب کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ

وَمِنْ عَلَامَاتِ مَحَبَّتِهٖ ﷺ أَنْ يَتَلَذَّذَ مُحِبُّهٗ بِذِكْرِهِ الشَّرِيْفِ وَ يَطْرَبَ عِنْدَ سِمَاعِ اِسْمِهِ الْمُنِيْفِ (۱۲۸)

یعنی، اور آپ ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا

کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا ادب ہمیں سکھایا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اتنا روتے کہ آنکھوں میں آنسو ختم ہو جاتے اور جعفر بن محمد کثرت سے تبسم فرمایا کرتے مگر جب آپ کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا، اور عبدالرحمن بن قاسم جب حضور ﷺ کا ذکر کرتے تو اُن کا رنگ ایسا ہو جاتا جیسا کہ اُن کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی ہیبت میں اُن کی زبان خشک ہو جاتی۔ اور امام زہری کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو آپ کی حالت یہ ہو جاتی کہ گویا کہ تم انہیں نہیں پہچانتے اور نہ وہ آپ کو پہچانتے ہیں، اور حضرت صفوان بن سلیم جو مُتعبدین مجتہدین میں سے تھے آپ کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو روتے اور مسلسل روتے رہتے حتیٰ کہ لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے۔
(المواهب اللدنية، ۴۹۶/۲، ۴۹۷)

۱۲۶۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل في علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰
أيضاً المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول في وجوب محبته الخ، ۴۹۶/۲

۱۲۷۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول في فرض الإيمان به الخ، فصل في علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

۱۲۸۔ المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول، ۵۰۰/۲

مُحِب آپ کے ذکر شریف سے روحانی لذت و سُرور پائے اور آپ کے نام مبارک کے سُننے کے وقت خوش ہو۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جو انسان کے موافق چیز ہو، اُس کی طرف اُس کا میلان ہو، اُس کی یہ موافقت (۱) یا تو اس لئے ہوگی کہ اُس کے پا لینے سے اُس کو لذت حاصل ہوگی جیسے حسین و جمیل صورتیں، عُمدہ آوازیں وغیرہا۔ (۲) یا اس لئے کہ اُس کے پانے سے لذت حاصل کرتا ہو، کہ وہ اپنے حواس عقلیہ سے دل کے اعلیٰ معانی باطنیہ معلوم کر لیتا ہے جیسے عُلماء، صُلحاء، عُرفاء اور وہ لوگ جن کی سیرتیں پاکیزہ و عُمدہ مشہور ہیں، اور اُن کے افعال پسندیدہ ہیں۔ (۳) یا اُس کی محبت خاص اِس لئے ہوتی ہے کہ اُس کے احسان و انعام سے اُس کی طبیعت اِس کے موافق ہو جاتی ہے، جو شخص اس پر احسان کرے وہ اس سے محبت کرے۔

جب یہ حقیقت آشکار ہو گئی تو اب تمام اسباب و علل کے لحاظ سے حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں غور کرو، نبی کریم ﷺ ان تینوں معانی جو محبت کرنے کے مُوجب اور سبب ہیں کے جامع ہیں۔ آپ کے جمال صورت و جمال ظاہر اور کمال اخلاق اور کمال باطنی کا کوئی حد و شمار نہیں (۱۲۹)، وہ کونسی سی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو عطا نہیں فرمائی جب کہ آپ ﷺ تمام عالمین کی پیدائش کا سبب ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، جو کچھ بھی کسی کو ملا یا ملے گا سب عطائے مصطفیٰ ﷺ ہے، عالمِ اَرواح، عالمِ برزخ، عالمِ دنیا، عالمِ حشر و نشر سب جگہ جلوۂ مصطفیٰ ﷺ ہے، نہ اُن سے کوئی زیادہ حسین ہے، نہ جمال و کمال میں اعلیٰ ہو وہ عطا اُن سے ہی ملتے ہیں، کیا نبی کیا ولی سب کو آپ کی حاجت ہے، قیامت میں آپ سب کے شفیع ہوں گے، جب تک آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے تمام لوگ مصیبت میں گرفتار رہوں گے۔

لا و ربِّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

۱۲۹۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الأول، فصل في معنى المحبة للنبي ﷺ و حقيقتها، ص ۲۵۳

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کی اُمت سے وہ تمام مشکلات دُور فرمائیں جو پہلی اُمتوں پر ہوتی تھیں، آپ اُن کے لئے رؤف و رحیم اور سب کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں، اور یہ کہ آپ ﷺ بشیر و نذیر، دَاعِیْ اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ ہیں، آپ نے کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر انہیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی۔

آپ ہی کے ذریعہ ہدایت ملی، جہالت و ضلالت سے نکالنے والے، فلاح و کرامت کی طرف بلانے والے آپ ﷺ ہی تو ہیں، آپ ﷺ تو ہم سب کے اللہ عز وجل کی طرف وسیلہ، شفیع اور اُس کی بارگاہ میں کلام کرنے والے ہیں، تمام دائمی لازوال نعمتوں کے مُوجب ہیں، اِس سے معلوم ہوا سب سے بڑھ کر محبت کے لائق اگر کوئی ذات ہے تو وہ نبی مکرم ﷺ ہی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ الآية (۱۳۰)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہرا دیتے ہوئے نکلے تو ایک مکان میں چراغ جلتے دیکھا، ایک بوڑھی عورت اُون دُھنتے ہوئے کہہ رہی تھی:

عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَاةُ الْأَبْرَارْ صَلّٰى عَلَيْهِ الطَّيِّبُوْنَ الْأَخْيَارْ

قَدْ كُنْتَ قَوَّامًا بَكًا بِالْأَسْحَارْ يَا لَيْتَ شِعْرِيْ وَ الْمَنَايَا أَطْوَارْ

هَلْ تَجْمَعُنِيْ وَ حَبِيْبِيَ الدَّارْ

یعنی حضور ﷺ پر نیکوں کا دُرود ہو، آپ ﷺ پر اچھے برگزیدہ لوگ درود پڑھتے ہیں، بے شک آپ راتوں کو کھڑے رہنے والے صبح تک رونے والے (اُمت کے غم میں) تھے، اے کاش مجھے معلوم ہوتا، حالانکہ نیندیں (موتیں) مختلف قسم کی ہیں۔ کیا (اللہ عز وجل) مجھ کو اور میرے محبوب (ﷺ) کو ایک گھر (جنت) میں جمع کرے گا۔

۱۳۰۔ آل عمران: ۳/۳۱

اور وہ عورت اِس سے مراد نبی ﷺ کو لے رہی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے۔(۱۳۱)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت کے خیمہ کے دروازے کے پاس تشریف لائے اور تین بار السلام علیکم کہا، پھر اُسے کہا میرے لئے اپنے اشعار کو دوبارہ پڑھ، تو اس نے غمگین آواز میں دوبارہ پڑھے تو حضرت عمر رونے لگ گئے اور اُسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اپنی دعا میں مجھے فراموش نہ کرنا تو اُس عورت نے دعا کی کہ اے غفار! عمر کی مغفرت فرما دے۔(۱۳۲)

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کا فرمان ہے کہ میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرو یہی میری محبت ہے، اور نبی کریم ﷺ کی خوشی ربّ تعالیٰ عز وجل کی خوشی، جس پر نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ بھی اس پر خوش ہوگا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ''تفسیر مظہری'' میں فرماتے ہیں: کمالِ ایمان یہ ہے کہ طبیعت شریعت مطہرہ کے تابع ہو اور طبیعت اُسی کا تقاضا کرے جس کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں بھی صراحۃً موجود ہے کہ جب تک اللہ کے رسول (ﷺ) ماں باپ اولاد اور ہر چیز سے زیادہ پیارے اور محبوب نہ ہوں اُس وقت تک انسان مومن نہیں ہو سکتا۔(۱۳۳) مزید لکھتے ہیں: یہ نعمت بجز اَولیاءِ کاملین کی صُحبت کے نصیب نہیں ہوسکتی۔(۱۳۴)

سچ تو یہ ہے کہ ایمان کا لطف ہی تب آتا ہے جب دل میں اللہ اور اُس کے رسول کا

۱۳۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول: في فرض الإيمان به الخ، فصل فيما روی عن السلف و الأئمة الخ، ص۲۴۸ اس کے بعد قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا کہ حکایت طویل ہے مطلب یہ ہے کہ ''الشفا'' میں اسے مختصراً ذکر کیا گیا اس لئے اس کا بقیہ حصہ ''مواہب'' سے نقل کیا گیا۔

۱۳۲۔ المواهب اللدنية، المقصد السابع، الفصل الأول، ۲/۴۹۸

۱۳۳۔ صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حب الرسول ﷺ من الإيمان، برقم: ۱۵، ۱/۱۲
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل و الولد و الوالد، برقم: ۴۴، ص ۵۰

۱۳۴۔ تفسير المظهري، سورة التوبة، الآية: ۲۴، ۴/۱۳۹، ۱۴۰

عشق شعلہ زن ہو، اُس وقت یہ ساری زنجیریں خود بخود پگھل جاتی ہیں، اور سارے حجاب تار تار ہو جاتے ہیں، ماں باپ اپنے تڑپتے ہوئے بچوں کے لاشے دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں، عورتیں اپنے شوہروں کے سر بریدہ جسم دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کرتی ہیں، اور بہنیں دعائیں مانگتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے ماں جائے کو شہادت نصیب فرما، اُس وقت نہ رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن کو تھکن محسوس ہوتی ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کے شعر پڑھئے اور اہلِ عشق و محبت کی بے تابیاں ملاحظہ فرمایئے:

أُحِبُّكَ حُبَّيْنِ حُبَّ الْهَوَى وَحُبًّا لِأَنَّكَ أَهْلٌ لِذَاكَا

فَأَمَّا الَّذِيْ هُوَ حُبُّ الْهَوَى فَشُغْلِيْ بِذِكْرِكَ عَمَّنْ سِوَاكَا

وَأَمَّا الَّذِيْ أَنْتَ أَهْلٌ لَهُ فَكَشْفُكَ لِيَ الْحُجُبَ حَتّٰى أَرَاكَا (۱۳۵)

یعنی ۔(۱) اے مولا! میں تجھ سے دوہری محبت کرتی ہوں، ایک تو یہ کہ تو میرا محبوب ہے۔ دوسری یہ کہ تو اِس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے، (۲) پہلی محبت نے تو مجھے ماسوا سے بے خبر کر دیا، (۳) دوسری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حجاب سرک جائیں اور چشمِ شوق کو لذتِ دید حاصل ہو۔

آیہ کریمہ کا ماحاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے بندہ غیر کی محبت سے چھٹکارہ حاصل کر کے میرا بن جائے جیسا کہ ڈاکٹر اقبال نے کہا:

اپنے تن میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

غیر سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی محبت کی ضرورت ہے، جن کی محبت نے لکڑیوں میں جان پیدا فرما دی، آنسو بہانے کی قوت عطا فرما دی، ہر ذی روح اور ہر بے جان شئے کو اُن کے دَر پر جھکنے اور حاضر ہو کر فریاد کرنے کی توفیق دی۔ یہی قُرب خداوند قدوس اور رحمتِ الٰہی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے محبوب ﷺ کی خوشی حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ

''خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ''

۱۳۵۔ تفسیر المنار، سورۃ التوبۃ، الآیۃ: ۲۴، ۱۰/۱۹۲

۱۳۔ ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (۱۳۶)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اِس آیت کریمہ میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتایا گیا کہ اگر تم اِس (محبوب) کے ہمراہ جہاد پر نہ گئے تو جس پروردگار نے اُس نازک وقت میں اپنے حبیب ﷺ کی مدد فرمائی تھی، وہ اب بھی ناصر و معین ہے، ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفار نے اپنی مجلسِ شوریٰ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لے اور جب آپ باہر نکلنے لگیں تو سب یکبارگی حملہ کر کے حضور ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کر دیں، اُسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے حبیب! صدیق (رضی اللہ عنہ) کو ساتھ لو اور آج مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو سدھارو۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ''کہ کوئی تمہارا بال بھی ضائع نہ کر سکے گا صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں، اُن کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا''۔ حضور ﷺ باہر تشریف لائے تو کفارِ مکہ محاصرہ کئے ہوئے تھے، سورہ یٰسین کی ابتدائی آیتیں ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ﴾ آخر تک پڑھ کر اُن پر دَم کیا، اُن پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوگئی، اور حضور بخیر و عافیت اُن کے نرغہ سے نکل کر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے، اُن کو ہمراہ لے کر مکہ سے نکلے اور کوہِ ثور کے ایک غار میں آ کر قیام فرمایا، اُس کا منہ بہت تنگ تھا، صرف لیٹ کر ہی انسان داخل ہو سکتا تھا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خود اندر گئے غار کو تمام خس و خاشاک سے صاف کیا، جتنے سوراخ تھے اُن کو بند کیا، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور عرض کی کہ حضور میرے ماں باپ قربان اندر تشریف لے آئیں۔ حضور ﷺ جلوہ افروز ہوئے،

۱۳۶۔ التوبۃ: ۹/۴۰

صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر سرِ مبارک رکھا اور استراحت فرما ہو گئے، صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے، نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ آنکھیں وہ حُسنِ سرمدی اور جمالِ حقیقی جس کے متعلق ''خصائص کبریٰ'' میں یوں مذکور ہے:

قال أبو نعیم (۱۳۷) أعطي یوسف من الحسن ما فاق به الأنبیاء و المرسلین بل و الخلق أجمعین، و نبینا ﷺ أوتي من الجمال ما لم یؤته أحد و لم یؤت یوسف إلا شطر الحسن و أوتي نبینا ﷺ جمیعه (۱۳۸)

یعنی، حضرت ابونعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء و مُرسلین بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حُسن و جمال دیئے گئے تھے، مگر ہمارے نبی ﷺ کو وہ حُسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو حُسن و جمال کا ایک جُز ملا تھا اور آپ ﷺ کو حسنِ کُلّ دیا گیا۔

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا یوسف کو تیرا طالبِ دیدار بنایا
(ذوقِ نعت)

حُسنِ مصطفیٰ ﷺ

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی فرماتے ہیں: میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب نے خبر دی کہ مجھے حدیث شریف پہنچی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھ میں ملاحت زیادہ ہے اور میرے بھائی یوسف میں صباحت زیادہ تھی'' مجھے اس کے معنی میں حیرانی ہوئی اس لئے کہ ملاحت

۱۳۷۔ ابونعیم اصفہانی نے "دلائل النبوۃ" میں لکھا ہے اس کی ابتداء یوں ہے کہ إن جمال محمد ﷺ الذي وصفه به أصحابه لا غایة وراءه (الفصل الثلاثون في ذکر موازاۃ الأنبیاء في فضائلهم الخ، فقول فیما أوتي یوسف علیه السلام، ۲/۶۰۶، یعنی حضرت محمد ﷺ کا جمالِ باکمال جیسے آپ کے اصحاب نے بیان کیا اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

۱۳۸۔ الخصائص الکبریٰ، ذکر موازاۃ الأنبیاء في فضائلهم بفضائل نبینا ﷺ، باب ما أوتي یوسف علیه الصلاۃ و السلام، ۲/۱۸۲

صباحت سے زیادہ عاشقوں کی بیقراری کا سبب ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں مروی ہے کہ جب مصر کی عورتوں نے اُن کا جمال دیکھا تو ہاتھ کاٹ لئے اور لوگ اُن کو دیکھ کر مر گئے، ہمارے نبی ﷺ سے اسباب میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے، تو میں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اس امر کا نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

جَمَالِي مَسْتُورٌ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ غَيْرَةً مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوْ ظَهَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ أَكْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِيْنَ رَأَوْا يُوْسُفَ(۱۳۹)

یعنی، تو حضور ﷺ نے فرمایا ''میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چُھپا رکھا ہے، اور اگر آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال اُس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا''۔

اِک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالَم کو وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو
(ذوقِ نعت)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آویزیوں نے چشمِ فطرت کو تصویرِ حیرت بنا دیا تھا، آج صدیق رضی اللہ عنہ کی آغوش میں جلوہ فرما ہیں، اے بختِ صدیق رضی اللہ عنہ کی رفعتو! اے قسمتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی بلندیو! تم پر یہ خاک پریشان قربان اور یہ قلبِ حزیں نثار۔ اسی اثناء میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی میں سانپ نے ڈس لیا، زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا، لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جُنبش تک ہوئی ہو،(۱۴۰) حضور ﷺ بیدار ہوئے، اپنے یارِ غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی، پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا، وہاں اپنا لعابِ دہن لگایا جس سے درد اور تکلیف کافور ہو گئی۔

اہلِ مکہ تلاش میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھر رہے تھے، ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے اس غار کے دہانے تک پہنچ گئے، جب قدموں کی آہٹ سُنائی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جُھک کر دیکھا، تو معلوم ہوا کہ کفار کی ایک جماعت غار کے

۱۳۹۔ دُرُّ الثمین في مبشرات النبي الأمي، الحدیث العشرون، ص۳۸، ۳۹

۱۴۰۔ تفسیر المظهري، سورۃ التوبة، ۴/۱۹۲

منہ پر کھڑی ہے، اپنے محبوب کو یوں خطرہ میں گھرا ہوا دیکھ کر بے چین ہو گئے، اور عرض کی یا رسول اللہ! اگر انہوں نے جھک کر دیکھ لیا تو یہ ہمیں پالیں گے، حضور رحمتِ عالمیاں ﷺ نے فرمایا:

"یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" (۱۴۱)

یعنی، اے ابو بکر! ان دو کی نسبت کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

نبی کریم ﷺ کی قوتِ یقین اور توکّل علی اللہ کا وہ مقام جو شانِ رسالت کے شایاں ہے، اللہ تعالیٰ نے اطمینان و تسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا فرمائی تھی، اور حضور ﷺ کے صدقے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی اُس کا ورود ہوا، جس سے اُن کی ہر طرح کی پریشانی دُور ہو گئی، حضور ﷺ تین دن تک وہاں قیام فرما رہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی آ کر کھانا پہنچا جاتیں، آپ کے صاحبزادے ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو ریوڑ لے کر آتا اور تازہ دودھ پیش کرتا، (۱۴۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کنبہ کا ہر فرد بلکہ غلام تک اتنے مخلص اور قابلِ اعتماد تھے کہ کسی نے راز کو ظاہر نہ کیا، اور گراں قدر انعام کا لالچ بھی اُن کے غلام کے دل کو نہ للچا سکا، کفارِ مکہ نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کی جو سازش کی تھی، اس طرح ناکام ہوئی، اور اللہ کی بات جو ہمیشہ بلند رہتی ہے اس موقع پر بھی بلند ہو کر رہی۔

بیہقی (۱۴۳) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے، اور حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر اس کی اطلاع حضور ﷺ کو دی اور خدا تعالیٰ کا حکم پہنچایا کہ آپ اِس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ

۱۴۱۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ و أصحابه الخ، برقم:۳۹۲۲، ۲/۵۲۴
أیضاً صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل أبي بکر رضي الله عنه، برقم:۲۳۸۱، ص۱۱۶۱
أیضاً سنن الترمذي، کتاب التفسیر، باب من سورة التوبة، برقم:۳۰۹۶، ۴/۱۴۹
أیضاً المسند للإمام احمد ۳/۳۷۸

۱۴۲۔ تفسیر المظهري، سورة التوبة، الآیة ۳۸۔۴۰، قصة خروجه ﷺ من مکة، ۴/۱۹۴

۱۴۳۔ دلائل النبوة للبیهقي، جماع أبواب المبعث، باب اعتراف مشرکی الخ، ۲/۲۰۴

شب باشی فرماتے ہیں، اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ (۱۴۴)

بیہقی (۱۴۵) نے ابن اسحاق سے روایت کیا کہ مکہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے، آپ ﷺ بلا تامّل گھر سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اُٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر کافروں کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے سورۂ یٰس ﴿یٰسٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ﴾ سے ﴿فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ﴾ (۱۴۶) تک تلاوت فرمائی۔ (۱۴۷)

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب ہم غارِ ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے تب میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھیں تو ہم پر نظر پڑ جائے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" (۱۴۸)

یعنی، اُن دو کی نسبت کیا خیال ہے کہ جن دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

اور جو کچھ اِس واقعہ میں کفار نے حضور ﷺ کو ایذاء پہنچانے اور حضور ﷺ کو شہید کرنے کا قصد کیا تھا، اور خفیہ مجلسیں کیا کرتے تھے، اللہ عزّ و جلّ نے آپ ﷺ کی مدد کر کے اُن کو دُور کر دیا، اور جب حضور ﷺ نے بوقتِ ہجرت کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو اللہ عزّ و جلّ نے اُن کی آنکھوں کی بصارت چھین لی، اور حضور ﷺ کی غارِ ثور میں اُن

۱۴۴۔ الخصائص الکبری، باب ما وقع في الهجرة من الآیات و المعجزات، ۱/۱۸۵

۱۴۵۔ دلائل النبوة للبیهقي، باب مکر المشرکین برسول الله ﷺ و عصمة الله رسوله الخ، ۲/۲۰۵

۱۴۶۔ یٰسٓ:۳۶/۱۔۲

۱۴۷۔ الخصائص الکبری، ۱/۱۸۵

۱۴۸۔ صحیح البخاري، کتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب المهاجرین و فضلهم، برقم:۳۶۵۳، ۲/۴۵۰، ۴۵۱ و کتاب التفسیر، باب ﴿ثاني اثنین ......﴾ برقم:۴۶۶۳، ۳/۲۰۲
أیضاً صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل أبي بکر الصدیق رضي الله عنه برقم:۶۲۴۴/۱۔(۲۳۸۱)، ص۱۱۶۱
أیضاً نقله السیوطي في الخصائص الکبری، ۱/۱۸۵

کافروں کی تلاش کو ناکام بنا دیا۔(۱۴۹)

امام بیہقی(۱۵۰) نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور پُرنور ﷺ کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے تو کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے ہو جاتے کبھی دائیں، کبھی بائیں، کبھی پیچھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں گھات میں نہ بیٹھا ہو اس لئے میں آگے پیچھے دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔(۱۵۱)

قربان جائیں صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت پر، آپ اور آپ کا تمام کنبہ بلکہ غلام تک سب حضور نبی کریم ﷺ پر نثار ہیں، اس ایمان کی وضاحت حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی:

> ''اگر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں تمام اُمت کا ایمان رکھ دیں، پھر بھی صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلڑا وزنی ہوگا''۔ (۱۵۲)

یہی محبت ہے جو مومن کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔

اس واقعہ ہجرت اور اس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اُن کے کنبہ کے کردار سے معلوم ہوا صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جانثاری کا حق ادا کر دیا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ کا خطاب فرما کر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کا مظہر قرار دیا یعنی جو رحمتیں برکتیں رفعتیں اللہ تعالیٰ کی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہیں وہی رحمتیں برکتیں رفعتیں حضور ﷺ کے صدقے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بھی وارد ہیں، اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے

۱۴۹۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الرابع فیما أظهر الله تعالیٰ علی یدیه من المعجزات، فصل فی عصمة الله تعالیٰ له من الناس الخ، ص ۲۲۰

۱۵۰۔ دلائل النبوة للبیهقی، باب خروج النبی ﷺ مع صاحبه أبی بکر الصدیق إلی الغار الخ، ۲/۲۱۰

۱۵۱۔ تفسیر المظهری، التوبة الآیة ۳۸۔ ۴۰، قصة خروجه ﷺ من مکة ۱۹۱/۴

۱۵۲۔ کنز العمال، کتاب الفضائل، من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابة فصل فی تفصیلهم، فضل الصدیق رضی الله عنه برقم: ۳۵۶۰۹، ۲۲۲/۱۲/۶

محبوب ﷺ کی رضا اور خوشی اتنی محبوب ہے کہ جس پر حضور نبی کریم ﷺ خوش و راضی ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُس پر خوش اور اُس سے راضی ہو جاتا یعنی محبوب نبی ﷺ جس پر راضی ہو گئے ساری خدائی اُس کی ہو گئی۔

نہ حبیب سے محب کا کہیں ایسا پیار دیکھا ۔۔۔ وہ بنے خدا کا پیارا تمہیں جس پہ پیار آئے

(ذوقِ نعت)

سائیں اکھاں پھیریاں میرا ویری مُلک تمام ۔۔۔ ذرا سی جھانکی جھڑکی تو لاکھوں کریں سلام

سائیں تیری روٹھ سے میرا آدر کرے نہ کوئے ۔۔۔ دُر دُر کرن سہلیاں میں مڑ مڑ دیکھاں توئے

حقیقت یہ ہے کہ **''خدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ''**.

۱۴۔ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ﴾ (۱۵۳)

ترجمہ: اللہ تمہیں معاف کرے۔

منافقین بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لئے عذر بیان کرتے، حضور ﷺ اپنی کریم النفسی کے باعث انہیں پیچھے رہنے کی اجازت فرما دیتے، حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اگر انہیں رخصت نہ دی جاتی تو بھی وہ اس مہم میں شرکت سے انکار کر دیتے، بہتر یہی تھا کہ اُن کی معذرتوں کو ٹھکرا دیا جاتا تا کہ جب وہ پیچھے رہ جاتے تو اُن کے نفاق کا حال سب کو معلوم ہو جاتا۔ یہ دریافت کرنے سے پیشتر کہ اے محبوب ﷺ تو نے انہیں پیچھے رہنے کی اجازت کیوں دی یعنی ان کے نفاق کو ظاہر کیوں نہ ہونے دیا، اتنا فرمانے سے پہلے ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ﴾ کے کلمات ارشاد فرمائے، یہاں یہ کلمات کسی گناہ کی معافی کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اظہارِ تعظیم و تکریم کے لئے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں: ''إن ذالک یدلّ علی مبالغةِ الله فی تَعظیمه و توقیره''(۱۵۴) یعنی، اِن کلمات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم و توقیر میں بڑے مبالغہ کا اظہار فرمایا۔

علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

"قال شیخ الإسلام: ولا یخفی حُسنه، وفی تصدیرِ الخطاب بما

۱۵۳۔ التوبة:۹/۴۳

۱۵۴۔ التفسیر الکبیر، سورة التوبة الآیة ۴۳، ۸۵/۶

صدر به تعظيم لقدر النبي ﷺ و توقيرٍ له و توفيرٍ لحرمته عليه الصلاة و السلام، و كثيراً ما يصدرُ الخطاب بنحو ما ذكر لتعظيم المخاطَب فيقال: عفا الله تعالىٰ عنكَ ما صنعت في أمري؟ و رضي الله سبحانه عنك ما جوابُك عن كلامي؟ و الغرض التعظيم"۔ (۱۵۵)

یعنی، اس کلام کی خوبی مخفی نہیں ہے اور ایسے انداز سے گفتگو کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی حرمت واحترام میں مبالغہ مقصود ہے، اور ایسا انداز مخاطَب کی تعظیم کے لئے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے ''اللہ تجھے معاف کرے تو نے میرے معاملہ میں کیا کیا؟''، ''اللہ تم سے راضی ہو میری بات کا آپ کیا جواب دیتے ہیں؟'' اور اس سے مقصود صرف مخاطب کی تعظیم ہوتی ہے۔(۱۵۶)

ابن المنذر وغیرہ نے عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ:

قال: سمعتم بمعاتبة أحسن من هذا بدأ بالعفو قبل المعاتبة (۱۵۷)

یعنی، کہا ہے اِس سے اچھا عتاب بھی کبھی تم نے سُنا کہ عتاب سے پہلے معافی کا اعلان ہو۔(۱۵۸)

اور سجاوندی کہتے ہیں:

إن فيه تعليم تعظيم النبيّ صلوٰت الله سبحانه عليه و سلامه ولولا تصدير العفو في العتاب لما قام بصولة الخطاب (۱۵۹)

یعنی، اِس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے اور اگر عتاب میں

۱۵۵۔ روح المعاني، سورة التوبة الآية ۴۳، ۱۰/۹۔ ۱۰/۴۱۷
۱۵۶۔ تفسير الحسنات، سورة التوبة ۲/۸۷۴
۱۵۷۔ روح المعاني، سورة التوبة الآية ۴۳، ۱۰/۹۔ ۱۰/۴۱۷
۱۵۸۔ تفسير الحسنات، سورة التوبة ۲/۸۷۴
۱۵۹۔ روح المعاني، سورة التوبة الآية۴۳، ۱۰/۹۔ ۱/۴۱۷

معافی کا اعلان نہ ہوتا تو اِس خطاب کا زورِ بیان ہی باقی نہ رہتا۔(۱۶۰)

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

انظُروا إلى هذا اللُّطفِ بَدَأَ بالعفوِ قبلَ ذكرِ المعفو (۱۶۱)

یعنی، اِس لطف ومہربانی پر غور کرو کہ جن کو معاف کیا جارہا ہے، اُس کے ذکر سے پہلے معاف کرنے کا اعلان ہوتا ہے۔(۱۶۲)

آگے فرماتے ہیں:

واعتذر عنه صاحب "الكشف" حيث قال: أراد أن الأصلَ ذلك و أبدلَ بالعفوِ تعظيماً لشأنه ﷺ و تنبيهاً على لطف مكانه و لذالك قدّم العفو على ما ذكر ما يُوجب الجناية (۱۶۳)

یعنی، اور صاحب کشف نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عتاب کی جگہ عفو بدل دیا تا کہ نبی کریم ﷺ کی شان کی عظمت اور آپ کے لطیف مقام کی وضاحت ہو اِسی لئے عتاب پر عفو کو مقدم کیا۔(۱۶۴)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس مسلمان پر جو اپنے نفس پر مجاہدہ کرتا ہے اور اس کے اخلاق زمامِ شریعت کے تابع ہیں واجب ہے کہ قرآنی آداب سے اپنے قول وفعل و معاملات اور محاورات میں ادب سیکھے، کیونکہ ادب ہی معرفت حقیقی کی منبع (یعنی اصل) ہے، اور ادب ہی دینی و دنیاوی زندگی کا گلدستہ ہے، اور اُس بے مثال مہربانی پر خوب غور وفکر کرے جو سوال میں اُس ربُّ الارباب (مالک الملک عز وجل)، کائنات پر بے شمار انعام کرنے والے اور ہر ایک سے بے نیاز کی جانب سے ہے اور اُن فوائد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جو اس میں پنہاں ہیں، اور سمجھے کہ کس طرح اظہارِ ناپسندیدگی سے پہلے لطف وکرم کے ساتھ

۱۶۰۔ تفسير الحسنات، سورة التوبة ۲/۸۷۴۔ ۸۷۵
۱۶۱۔ روح المعاني، سورة التوبة الآية۴۳، ۱۰/۹۔ ۱۰/۴۱۷
۱۶۲۔ تفسير الحسنات، سورة التوبة ۲/۸۷۴۔ ۸۷۵
۱۶۳۔ روح المعاني، سورة (۹) التوبة، الآية۴۳، ۱۰/۹۔ ۱۰/۴۱۸
۱۶۴۔ تفسير الحسنات، سورة التوبة ۲/۸۷۵

کلام کی ابتداء فرماتا ہے۔ بالفرض اگر یہاں (معاذ اللہ) کوئی گناہ ہو بھی تو گناہ کے ذکر سے پہلے عفو و بخشش کا ذکر کر کے محبت و اُنسیت کی باتیں کی ہیں۔(۱۶۵)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی عظمت کو بلند و بالا فرماتا ہے، آپ کی اُمّت پہ آگاہ فرماتا ہے کہ میرے پیارے محبوب ﷺ کی تعظیم و توقیر آپ کا فرضِ اوّلین ہے۔

۱۵۔ ﴿لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۝﴾ (۱۶۶)

ترجمہ: اے محبوب! تمہاری جان کی قسم، بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

علمائے تفسیر کا اِس بات میں اتفاق ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ علیہ اَطیبُ التحیۃ و اجملِ الثناء کی ذات پاک کی قسم بیان فرمائی، اور یہ حضور ﷺ کی عظمتِ شان اور شرفِ رفیع کی قوی دلیل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا خَلَقَ اللّٰهُ نَفْسًا اَکْرَمَ عَلَیْهِ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ مَا اَقْسَمَ بِحَیَاةِ اَحَدٍ اِلَّا بِحَیَاتِهٖ (۱۶۷)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی چیز کو معزز و مکرم پیدا نہیں کیا اور حضور ﷺ کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم یاد نہیں فرمائی۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

هٰذَا نِهَایَةُ التَّعْظِیْمِ وَ غَایَةُ الْبِرِّ وَ التَّشْرِیْفِ (۱۶۸)

یعنی، اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم بیان فرمانا تعظیم و تکریم کی انتہاء ہے۔

۱۶۵۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الثالث فیما ورد من خطابه إیاه مورد الملاطفة و المبرة، ص ۳۰

۱۶۶۔ الحجر: ۱۵/۷۲

۱۶۷۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع، ص ۳۲، بتصرفٍ یسیرٍ

۱۶۸۔ الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، سورة الحجر، الآیة ۷۲، ۵/۱۰/۳۹۔ أیضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع، ص ۳۲

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''الشفاء'' میں فرماتے ہیں: اس کے یہ معنی ہیں کہ

وَ بَقَائِکَ یَا مُحَمَّدُ (ﷺ)

یعنی، اے محمد ﷺ! آپ کی بقا کی قسم۔

اور ایک روایت میں وَعَیْشِکَ (آپ ﷺ کی زندگی کی قسم) اور وَ حَیَاتِکَ بھی آیا ہے، اس میں حضور ﷺ کی انتہائی تعظیم اور بے حد و غایت اکرام و شرف ہے، ابو الجوزا رحمۃ اللہ علیہ(۱۶۹) نے کہا ہے کہ اللہ عزّ و جلّ نے حضور ﷺ کے سوا کسی کی حیات کی قسم بیان نہیں فرمائی، کیونکہ حضور ﷺ بارگاہِ الٰہی میں ساری مخلوق سے زیادہ مکرم ہیں۔(۱۷۰)

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

وہ خدا نے ہے رتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

شمائل مصطفیٰ ﷺ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''خصائص کبریٰ'' میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی۔ چنانچہ رُوئے تاباں کے بارے میں فرمایا:

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ﴾ (۱۷۱)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

آپ کی چشمانِ مبارک کے بارے میں فرمایا:

۱۶۹۔ ان کا نام اَوس بن عبد اللہ ربعی بصری ہے، تابعی ہیں اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہا سے روایت حدیث فرمائی (مُزیل الخفاء عن ألفاظ الشفاء، ص ۳۲)

۱۷۰۔ الجامع لأحکام القرآن، سورة (۱۵) الحجر، الآیة: ۷۲، ۵/۱۰/۳۹
أیضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع فی قسم الله تعالیٰ بعظیم قدره، ص ۳۲

۱۷۱۔ البقرة: ۲/۱۴۴

﴿لا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ﴾ (۱۷۲)

ترجمہ: اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو۔

زبان مبارک کے بارے میں فرمایا:

﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِکَ﴾ (۱۷۳)

ترجمہ: تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زباں میں یوں ہی آسان فرما دیا۔

آپ کے دست مبارک اور گردن شریف کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ لا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِکَ﴾ (۱۷٤)

ترجمہ: آپ اپنا ہاتھ اور اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔

سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ﴾ (۱۷۵)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اُتار لیا۔

قلب اطہر کے بارے میں فرمایا:

﴿نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِکَ﴾ (۱۷٦)

ترجمہ: تو تمہارے دل پر اُسے اُتارا۔

اخلاق کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (۱۷۷)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان والی ہے۔

اور امام احمد بن محمد قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے عضو عضو کا ذکر فرمایا پس آپ ﷺ کے قلب اطہر کا ذکر اس فرمان میں:

۱۷۲۔ الحجر:۱۵/۸۸ — ۱۷۳۔ مریم:۱۹/۹۷

۱۷٤۔ بنی إسرائیل:۱۵/۲۹ — ۱۷۵۔ الإنشراح:۹٤/۱۔۳

۱۷٦۔ البقرۃ:۲/۹۷ — ۱۷۷۔ القلم:٦۸/٤

﴿مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی﴾ (۱۷۸)

ترجمہ: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

اور اس فرمان میں:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝ عَلٰی قَلْبِکَ﴾ (۱۷۹)

ترجمہ: اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر۔

اور زبان مبارک کا ذکر اس فرمان میں:

﴿وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی﴾ (۱۸۰)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

اور اس فرمان میں:

﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِکَ﴾ (۱۸۱)

ترجمہ: تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا۔

اور چشمانِ اقدس کا ذکر اس فرمان میں:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی﴾ (۱۸۲)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔

اور رُخِ انور کا ذکر اس فرمان میں:

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ﴾ (۱۸۳)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

اور دستِ اقدس اور گردن مبارک کا ذکر اس فرمان میں:

﴿وَ لا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِکَ﴾ (۱۸٤)

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔

۱۷۸۔ النجم:۵۳/۱۱ — ۱۷۹۔ الشعراء:۲٦/۱۹۳، ۱۹٤

۱۸۰۔ النجم:۵۳/۳ — ۱۸۱۔ مریم:۱۹/۹۷

۱۸۲۔ النجم:۵۳/۱۷ — ۱۸۳۔ البقرۃ:۲/۱٤٤

۱۸٤۔ بنی إسرائیل:۱۷/۲۹

اور پشت مبارک اور سینہ اقدس کا ذکر اس فرمان میں:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ O وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ O الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ O﴾ (۱۸۵)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا، اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (۱۸۶)

اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ خیر کر کے پیارے محبوب ﷺ کو خوش کر رہا ہے۔

جیسے قرآن ورد ہے اس گل محبوبی کا یونہی قرآن وظیفہ ہے وقار عارض

اُمتی کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسا کام کرے کہ جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو جائے گا۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۶۔ ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (۱۸۷)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

بزار و بیہقی نے ''البعث'' میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا، اور کسی جان کو بات کرنے کی اجازت نہ ہوگی، سب سے پہلے جن کو پکارا جائے گا وہ حضور ﷺ ہوں گے اور آپ کہیں گے:

''لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَ الْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَ الشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَ الْمُهْتَدِیْ مَنْ هَدَیْتَ وَ عَبْدُكَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَ لَکَ وَ اِلَیْکَ لَا مَلْجَأً وَ لَا مَنْجَأً مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ''

اُس وقت آپ شفاعت فرمائیں گے اور اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:

۱۸۵۔ الإنشراح: ۹۴/۱۔۳

۱۸۶۔ المواهب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی فیما خصه الله تعالی به من المعجزات و شرفه به الخ، ۲/۲۷۲، ۲۷۳

۱۸۷۔ بنی إسرائیل: ۱۷/۷۹

﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (۱۸۸)

مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هُوَ الْمَقَامُ الَّذِیْ اَشْفَعُ فِیْهِ لِاُمَّتِیْ'' یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔ (۱۸۹)

امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ایک روز غمگسار عاصیاں و چارہ ساز بیکساں ﷺ نے حضرت خلیل علیہ السلام کے اِس قول کی تلاوت فرمائی:

﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۱۹۰)

ترجمہ: اے ربّ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، جنہوں نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہوں گے اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو تُو غفور رحیم ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اِس جملہ کو دہرایا:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (۱۹۱)

ترجمہ: اگر تُو اِن کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر انہیں بخش دے تو تو ہی عزیز و حکیم ہے۔

پھر حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی:

''اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ'' ثُمَّ بَکٰی

۱۸۸۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثالث، فصل فی تفضیله بالشفاعة و المقام المحمود، ص ۱۴۳، ۱۴۴

أیضاً الخصائص الکبری، باب اختصاصه ﷺ بالمقام المحمود الخ، ۱/۲۲۱

۱۸۹۔ قاضی عیاض نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اِن کلمات کو نقل کیا ہے: فَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَهٗ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثالث، الفصل فی تفضیله بالشفاعة الخ، ۱۴۴۔ یعنی، یہی وہ مقام محمود ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۱۹۰۔ إبراهیم: ۱۴/۳۶ ۱۹۱۔ المائدة: ۵/۱۱۸

''اے میرے رب! میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بخش دے''

پھر حضور ﷺ زار و قطار رونے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یَا جِبْرِیْلُ اذْهَبْ إِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ أُمَّتِكَ وَ لَا نَسُوْءُكَ" (۱۹۲)

اے جبریل! میرے محبوب (ﷺ) کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو اے حبیب! ہم تجھے تیری اُمت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

بروزِ حشر جب ہر دل پہ خوف و ہراس طاری ہوگا، جلالِ خداوندی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی، بڑے بڑے شجاع اور زور آور اور سرکش مارے خوف کے پانی پانی ہو رہے ہوں گے، ساری خلقِ خدا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت کلیم اللہ علیہ السلام تک کا دروازہ کھٹکھٹائے گی لیکن شنوائی نہ ہوگی۔ آخر کار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے گی، اور اُن سے شفاعت کی ملتجی ہوگی، آپ جواب دیں گے کہ میں خود آج لب کُشائی کی جسارت نہیں کرسکتا، ہاں تمہیں ایک کریم کا آستان بتاتا ہوں جس پہ حاضر ہونے والا کبھی نامراد خالی ہاتھ نہیں لوٹا، جاؤ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس اور وہاں جا کر عرضِ حال کرو، چنانچہ سب بارگاہِ محبوبِ کبریاء ﷺ میں حاضر ہوں گے اور اپنی داستانِ غم پیش کرتے ہوئے گویا عرض کریں گے۔

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی　　دیکھی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

حضور ﷺ سُن کر ارشاد فرمائیں گے ''أَنَا لَهَا أَنَا لَهَا'' ہاں تمہاری دستگیری کے لئے تیار ہوں، حضور ﷺ عرشِ عظیم کے قریب پہنچ کر سجدہ ریز ہوں گے، اپنی پاک زبان سے

۱۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب دعاء النبی ﷺ لأمته و بکائه شفقة علیهم، برقم ۱۹/۲۰۲ (۲۰۲)، ص ۱۲۳، ۳۴۶/۴۱۹

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رب کی حمد و ثناء کریں گے، ادھر سے آواز آئے گی:

یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ (۱۹۳)

یعنی، اے سراپا خوبی و زیبائی اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ، کہو تمہاری بات سُنی جائے گی، تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے، تم شفاعت کرتے جاؤ، ہم شفاعت قبول فرماتے جائیں گے۔

سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو　　اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

(حدائق بخشش)

اس طرح حبیب خُدا ﷺ کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا دروازہ کھلے گا۔

علامہ قرطبی اور دیگر مُفسّرین نے قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضورِ پُرنور ﷺ پانچ شفاعتیں فرمائیں گے:

۱۔ شفاعتِ عامہ جس سے مومن اور کافر اپنے بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔

۲۔ بعض خوش نصیبوں کے لئے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔

۳۔ وہ مُوحِّد جو اپنے گناہوں کے باعث عذابِ دوزخ کے مستحق قرار پائیں گے، حضور ﷺ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔

۴۔ وہ گنہگار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، حضور ﷺ شفاعت فرما کر اُن کو وہاں سے نکالیں گے۔

۱۹۳۔ صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿یزفون﴾ (الصافات: ۹۴) النسلان فی المشی، برقم: ۳۳۶۱، ۳۷۲/۲، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار، برقم: ۶۵۶۵، ۲۲۳/۴، ۲۲۴، کتاب التوحید، باب کلام الرب عز و جل یوم القیامة برقم: ۷۵۱۰، ۴۷۶/۴، ۴۷۷

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها، برقم: ۱۹۳، ۱۹۴، ص ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰ بتغیر یسیر

۵۔ اہلِ جنت کے مدارج میں ترقی کے لئے سفارش فرمائیں گے۔ ملخصاً (۱۹۴)

خود سوچئے جن کا دامنِ کرم سب کو ڈھانپے گا، جن کی محبوبیت کا ڈنکہ بج رہا ہوگا، جن کی جلالتِ شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی، ایسے میں کون سا دل ہوگا جو اُس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا، اور کون سی زبان ہوگی جو اُس کی تعریف وتوصیف میں زمزمہ خواں نہ ہوگی۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس صحابہ سے حدیث مروی ہونے کی تصدیق کی ہے، علامہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شفاعت متواتر ہے۔(۱۹۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا فَخْرَ، وَ بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ وَ مَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ" (۱۹۶)

یعنی، قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار میں ہوں گا، حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا، سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے، یہ ساری باتیں اظہارِ حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں فخر ومباہات مقصود نہیں۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۷۔ ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (۱۹۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

۱۹۴۔ تفسیر قرطبی، سورۃ (۱۷) بنی إسرائیل، الآیۃ:۷۹، ۵/ ۱۰/ ۳۱۰

۱۹۵۔ تفسیر المظہری، سورۃ بنی إسرائیل، الآیۃ:۷۹، ۵/ ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹

۱۹۶۔ سُنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ بنی إسرائیل، برقم:۳۱۴۸، ۴/ ۱۵۹، و باب فی فضل النبی ﷺ، برقم:۳۶۱۵، ۴/ ۴۲۴

أیضاً سُنن ابن ماجۃ، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ برقم:۴۳۰۸، ۴/ ۵۶۵

أیضاً المسند للإمام أحمد، ۳/ ۲

أیضاً نقلہ التبریزی فی "مشکاۃ" فی أحوال القیامۃ (باب فضائل سید المرسلین ﷺ) برقم:۵۷۶۱، ۳_۴/ ۳۵۶

۱۹۷۔ الأنبیاء ۲۱/ ۱۰۷

حضور ﷺ کا رحمت ہونا

خیال رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے "ربّ العالمین" فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے لئے "رحمۃ للعالمین"، معلوم ہوا جن کا اللہ تعالیٰ ربّ ہے، اُن کے لئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے، تام ہے، کامل ہے، شامل ہے، عام ہے، عالمِ غیب وشہادت کو گھیرے ہوئے ہے، دونوں جہان میں دائمی ہے۔(۱۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والے کے لئے بھی اور اُس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں، اور جو ایمان نہ لایا، اُس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت اُس سے بچے رہے جو ان کے علاوہ دوسری جھٹلانے والی امتوں کو پہنچا یعنی اُن کے عذاب میں تاخیر ہوئی اور خسف، مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔(۱۹۹)

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کئی اقوال نقل فرماتے ہیں:

۱۔ یہ حقِ ملائکہ میں بھی امن ہے جیسے ہاروت وماروت کا ابتلا ہوا، اب نہیں ہوگا، اور اِس کی تائید پر جو صاحبِ شفاء نے نقل کیا، وہ قول صادق نظر آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ "کیا انہیں بھی اِس رحمت سے کچھ ملا"، عرض کی جی ہاں، مجھے اپنے انجام کی فکر تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری تعریف میں ﴿ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ﴾ (۲۰۰) فرما کر مامون کر دیا۔(۲۰۱)

۲۔ عالم سے مراد تمام مخلوقات ہے، اس لئے عالَم ماسوی اللہ اور صفاتِ حق کے سوا

۱۹۸۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۲۱) الأنبیاء، الآیۃ: ۱۰۷، ۵/ ۶۲۹

أیضاً نور العرفان، سورۃ (۲۱) الأنبیاء، ص ۵۲۸، حاشیہ (۲)

۱۹۹۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۳

أیضاً خزائن العرفان، سورۃ الأنبیاء، الآیۃ:۱۰۷، ص ۳۹۵

۲۰۰۔ التکویر: ۸۱/ ۲۰

۲۰۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، فیما جاء من ذلک مجیء المدح الخ، ص ۲۳

سب کچھ مراد ہے۔

۳۔ حضور پُرنور ﷺ کی ذات اقدس کا تمام خلائق کے لئے رحمت ہونا بایں اعتبار ہے کہ حضور ﷺ واسطۂ فیضِ الٰہی ہیں، تمام ممکنات پر حسبِ قابلیت۔ اِسی وجہ سے حضور ﷺ کا نور بھی اول مخلوقات ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ''اے جابر! اول جسے پیدا فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے''۔(۲۰۲) اور حدیث میں آیا ہے کہ ''اللہ عطا فرمانے والا ہے اور ہم تقسیم کرنے والے ہیں''۔(۲۰۳)

۲۰۲۔ اس حدیث شریف کو امام مالک کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل کے استاد اور امام بخاری کے استاد الاستاد امام عبد الرزاق صنعانی نے روایت کیا اور ان کے حوالے سے مُحدِّثین کرام اور علماء عظام نے نقل کیا جیسے امام بیہقی نے "دلائل النبوة" میں اور امام قسطلانی نے "المواهب اللدنية" میں اور امام زرقانی نے "الزرقاني على المواهب" (المقصد الأول، ۱/۸۹، ۹۰، ۹۱) میں اور علامہ فاسی نے "مطالع المسرات" (ص ۲۲۰، ۲۲۱) میں نقل کیا ہے، ان کے علاوہ متعدد علماء ہیں جن کی تصانیف کے بارے میں جاننے کے لئے علامہ منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ کی تصنیف ''مقام رسول'' (ص ۲۱۹، ۲۲۰) کا مطالعہ کیجئے، یاد رہے کہ حدیث جابر کو مُحدِّثین کرام علماء اسلام کی ایک بڑی جماعت نے ''مصنف عبد الرزاق'' کے حوالے سے ذکر کیا جو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ حدیث اس کتاب میں موجود ہے لیکن جب ''المصنف'' کے مطبوعہ نسخوں کو دیکھا جاتا تو ان میں یہ باب ہی مفقود تھا، اس بنا پر ایک بڑے گروہ نے علماء مُحدِّثین کی نقل کا اعتبار نہ کرتے ہوئے حدیث جابر کے وجود سے انکار کر دیا جو کہ ان حضرات پر طعن تھا جنہوں نے اس حدیث کو امام عبد الرزاق کے حوالے سے نقل کیا تھا، بالآخر بعض احباب کی ایک طویل عرصے کی جد و جہد کے بعد ''المصنف'' کا قلمی نسخہ ملا کہ جس میں مذکور باب ملا اُس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ موجود تھی اور اُسے قبول کرنے میں اب کسی کے لئے کسی تأمل کا جواز باقی نہ تھا، کیونکہ اس کتاب میں حدیث جابر کے وجود پر کثیر علماء مُحدِّثین کی نقول ان کی تصریحات شاہد تھیں جنہوں نے اس کتاب میں اس حدیث کو دیکھا تھا اور اُسے اپنی کُتب میں نقل کیا تھا، لیکن جن لوگوں نے اس خیانت کا ارتکاب کیا تھا ان کی باقیات کو جب اپنے نظریات مجروح ہوتے ہوئے نظر آئے تو انہوں نے اُس قلمی نسخے اور اُسے منظر عام پر لانے والوں پر طرح طرح کے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔

۲۰۳۔ صحيح البخاري، كتاب العلم، باب من يرد الله خيراً يفقهه في الدين، برقم: ۷۱، ۱/۲۷ و كتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالى ﴿فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ﴾ (الأنفال: ۸/۴۱)، برقم: ۳۱۱۶، ۲/۳۰۵ و كتاب الاعتصام بالكتاب و السنة، باب قول النبي ﷺ: لا تزال طائفة الخ، برقم: ۷۳۱۲، ۴/۴۲۲

۴۔ ''مفتاح السعادت'' میں ابن قیم نے لکھا کہ اگر نبوّتیں نہ ہوتیں (۱) تو عالم میں کوئی علم نافع نہ ہوتا، (۲) کوئی عمل صالح نہ ہوتا، (۳) قطعاً صلاحیت معاش نہ رہتی، (۴) بالکل قوام مملکت نہ رہتا، (۵) اور لوگ چار پائے اور بہائم کی طرح اور کتّوں کی طرح رہ جاتے کہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے، (۶) اور ہر خیر عالم میں آثارِ نبوّت سے ہے، (۷) اور ہر شر جو عالم میں واقع ہوا یا ہوگا وہ بہ سبب خفاء آثارِ نبوّت کے ہے۔ (۸) اور دروازہ ہائے نبوّت کے بند ہونے سے ہے، (۹) عالم جسم ہے اور اس کی روح نبوّت، اور ظاہر ہے کہ جسم کا قیام روح کے بغیر ناممکن ہے، (۱۰) یہی وجہ ہے کہ جب نبوت کا سورج کائنات سے چھپ جائے گا اور نبوّت کے آثار میں سے زمین میں قطعی طور پر کچھ باقی نہیں رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، سورج لپیٹ دیا جائے گا، چاند بے نور کر دیا جائے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، زمین میں زلزلہ آئے گا، جو زمین پر ہوں گے سب ہلاک ہو جائیں گے، تو ثابت ہوا کہ عالم کا قیام آثارِ نبوّت سے ہے۔

پھر آگے لکھا کہ جب یہ امر مسلّم ہے کہ نظامِ عالم مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کے واسطے سے ہے اس لئے آپ اکمل الکلمین ہیں۔(۲۰۴)

(۱۱) اور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہر فرد مخلوق کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئی، ملائکہ اور انس و جن سب کے لئے اور شانِ رحمت سے مستفیض ہونے میں کافر مومن، انس و جن میں کوئی فرق نہیں، البتہ افاضۂ رحمت میں تفاوت ہے جتنی رحمت کا جو مستحق ہے اتنی ہی رحمت اُس پر ہے۔ چنانچہ اِس پر ذیل کی حدیث ہماری دلیل ہے:

''مسلم'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کفّار کے خلاف دعا فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''میں لعنت کرنے والا مبعوث نہیں ہوا، میں تو سب کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔(۲۰۵)

۲۰۴۔ امام اہلسنّت نے اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں بیان فرمایا کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے۔

۲۰۵۔ صحيح مسلم كتاب البر و الصلة، باب النهي عن لعن الدواب و غيرها، برقم: ۶۷۰۵/۸۷۔ (۲۵۹۹)، ص ۱۲۵۱

"بیہقی" میں ابو ہریرہ سے مروی حدیث ہے: "میں رحمت اور ہدایت ہی ہوں"۔ (۲۰۶) یہاں علامہ آلوسی علیہ الرحمہ کی عبارت ختم ہوئی۔(۲۰۷)

"تفسیر روح البیان" (۲۰۸) میں اسی آیت کے تحت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "ہماری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور ہماری وفات بھی"، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ (ﷺ)! زندگی پاک تو ظاہر کہ بہتر ہے، وفات شریف کس طرح بہتر ہے، فرمایا کہ "ہماری قبر اطہر میں ہر جمعہ اور سوموار کو تمہارے اعمال پیش ہوتے رہیں گے، نیک اعمال کو دیکھ کر ہم ربّ کا شکر ادا کریں گے، اور بُرے اعمال کو دیکھ کر تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں گے"۔(۲۰۹)

طبرانی میں ہے کہ اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رسول اکرم ﷺ شب باش تھے، اُٹھے اور نماز کے لئے وضو فرمایا، پس میں نے سُنا آپ فرما رہے تھے "لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ اور فرمایا تیری مدد ہوگی"، میں نے عرض کی آپ کس سے لَبَّیْکَ وغیرہ فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ: "یہ راجز مجھے پکار رہا تھا، میں نے اسے جواب دیا"۔(۲۱۰)

۲۰۶۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع أبواب مولد النبی ﷺ، باب ذکر أسماء النبی ﷺ، ۱۵۸/۱
أیضاً الجامع الصغیر، برقم:۲۵۸۳، ۳۴/۲۵۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے رحمت اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے" اسے امام ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کیا ہے اور علامہ بغوی نے "الأنوار فی شمائل النبیّ المختار" (برقم:۲۵۱، ۲۰۸/۱) میں اور "دلائل النبوۃ" کے حوالے سے امام سیوطی نے "الخصائص الکبریٰ" (باب من خصائصہ ﷺ أنہ بعث رحمۃ للعالمین الخ، ۱۸۹/۲) میں نقل کیا ہے۔

۲۰۷۔ روح المعانی، سورۃ (۲۱) الأنبیاء، الآیۃ ۱۰۷، ۱۳۸/۱۷، ۱۳۹

۲۰۸۔ تفسیر روح البیان، سورۃ الأنبیاء، الآیۃ ۱۰۷، ۵۳۱/۵

۲۰۹۔ مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، باب ما یحصل لأمتہ ﷺ من استغفارہ بعد وفاتہ برقم:۱۴۲۵۰، ۴۲۷/۸

۲۱۰۔ المعجم الصغیر للطبرانی، ۷۳/۲، ۷۴ بتغیر یسیر و نقلہ الإمام النبہانی فی "حجۃ اللہ علی العالمین" فی الباب السابع (الفصل الأول، إمدادہ بشؤون بعض أصحابہ رضی اللہ عنہم من المغیبات، عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ، ص ۳۵۴

راجز رضی اللہ عنہ کا واقعہ: کفار حضرت عمرو بن سالم راجز رضی اللہ عنہ کے لئے مکہ سے ہجرت پر راضی نہ تھے، لیکن آپ مکہ سے نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا، راستے میں دشمن کے زبردست گھیرے میں آگئے، تو راجز رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو پکارا، اور فریاد کی کہ حضور ﷺ مجھے بچائیں ورنہ دشمن قتل کردے گا، آپ ﷺ اُس وقت اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس حاضری کا ثبوت دیا، اور نُصرت کی، اُس کی امداد فرما کر اُسے دشمن سے بچا لیا، اور راجز رضی اللہ عنہ کو تسلی دی۔

راجز کا ایک شعر ہدیہ قارئین ہے:

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ نَصْرًا عَتَدًا　　وَ ادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاْتُوْا مَدَدًا

"پس رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے،
تو اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے"۔(۲۱۱)

اِسی مضمون کو امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ والرضوان یوں بیان فرماتے ہیں:

واللہ وہ سن لیں گے، فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

امام ابو محمد صدر الدین بقلی (۲۱۲) اور ان کے حوالے سے علامہ اسماعیل

۲۱۱۔ أسد الغابۃ، باب العین، برقم:۳۹۲۳، ۷۲۱/۳
أیضاً معرفۃ الصحابۃ لأبی نعیم، باب العین، برقم:۴۰۶۴، ۲۰۹/۴
أیضاً تاریخ الإسلام للذہبی، المغازی، ص ۵۲۳۔ أیضاً الاستیعاب، باب العین، برقم:۱۹۳۸، ۲۵۹/۳
نوٹ: "أسد الغابہ" میں یہ شعر اسی طرح ہے جس طرح حضرت مؤلف نے ذکر فرمایا اور "معرفۃ الصحابۃ" اور "تاریخ الإسلام" میں "فانصر رسول اللہ" کی جگہ "فانصر ھداک اللہ" ہے اور "تاریخ الإسلام" میں "نصرًا عتدًا" کی جگہ "نصرًا أعتدًا" ہے اور "معرفۃ الصحابۃ" میں "نصرًا أبدًا" ہے اور "عتدًا" بمعنی "قویًا" ہے جب کہ "الاستیعاب" میں "فانصر رسول اللہ نصرًا عتدًا" کی جگہ "قد جعلوا لی بکداء رصدًا" ہے

۲۱۲۔ تفسیر عرائس البیان، سورۃ الأنبیاء، الآیۃ ۱۰۷، ۵۲۸/۲

حقی (۲۱۳) لکھتے ہیں کہ اے صاحبِ فہم! اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کریمہ میں ہمیں بتایا کہ خالقِ کائنات نے اپنی مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضرت محمد ﷺ کا نُور ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اِس نُور کے ایک جُزو سے از عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا اور وُجود و شہود کی طرف آپ ﷺ کو بھیجنا جمیع مخلوقات کے لئے رحمت ہے، کیونکہ (مصدرِ خلائق وہی ہیں) سب کا صدور و ظہور اُنہی کے نُور سے ہے، لہٰذا ان کا موجود ہونا وجودِ خلق کا مُوجب ہے، اور اُن کا وجودِ مبارک جمیع خلائق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے، اِس لئے کہ سب کے وُجود کا سبب وہی ہیں، لہٰذا وہ ایسی رحمت ہیں جو سب کے لئے کافی ہیں اور اِسی آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) ہمیں (یہ بھی) سمجھا دیا ہے کہ قضاء و قدرت میں تمام مخلوقات صورتِ مخلوقہ کی طرح ہے، جان اور بغیر روحِ حقیقی کے پڑی ہوئی حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی، جب حضور ﷺ عالَم میں تشریف لائے تو تمام عالَم وجودِ محمدی سے زندہ ہو گیا۔ اِس لئے کہ تمام مخلوقات کی رُوحِ حضور سید عالم ﷺ ہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے''۔ (۲۱٤)

آیت کریمہ کی جو تفسیر ہم نے جلیل القدر علماء مفسّرین سے نقل کی ہے، اس کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئی کہ تمام افرادِ مُمکنات کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا رابطہ اور تعلق ہے، جس کے بغیر حصولِ فیض ممکن نہیں، اور جب سب کا ربط حضور ﷺ سے ہے تو حضور ﷺ کسی سے دُور نہیں، نہ کسی فردِ ممکن سے بے خبر ہیں، جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روحِ دو عالَم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالَم کا کوئی فرد یا جُزو اُس رُوحِ مقدسہ سے خالی ہو جائے، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہو کر روحِ کائنات ہیں، اور عالَم کے ہر ذرہ میں رُوحانیتِ محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور حقیقت نظر و بصر سے معرّیٰ ہو کر نہیں ہو سکتی، کیونکہ رُوحانیت و نُورانیت ہی اصلِ اِدراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام

۲۱۳۔ تفسیر روح البیان، سورۃ الأنبیاء الآیۃ:۱۰۷، ۵/ ٦٣٠

۲۱٤۔ الأنبیاء ۲۱/ ۱۰۷

مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

اِس مضمون کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ امر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ علماء عارفین اور اولیاء کاملین نے جو حقیقتِ محمدیہ کو تمام ذراتِ کائنات میں جاری و ساری بتایا، اس کی اصل یہی آیت مبارکہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ نماز میں ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ'' کہنے کا حکم بھی اِس اَمر پر مبنی ہے کہ جب حقیقتِ محمدیہ علیہ التحیۃ و الثناء تمام ذراتِ کائنات میں موجود ہے تو ہر عبدِ مُصلّی (یعنی نمازی) کے باطن میں بھی اِس کا پایا جانا ضروری ہے اور چونکہ حضور ﷺ باوجود تمام کائنات میں جلوہ گر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی وقت جُدا نہیں ہوتے اس لئے نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربارِ الٰہی میں حاضر ہو تو خطاب وندا کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ'' کے الفاظ سے اُن کی خدمت میں تحفۂ صلاۃ و سلام پیش کر۔

چنانچہ قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف ''کتاب المیزان'' میں ''تشہد'' کے بیان میں فرماتے ہیں:

میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے ''تشہد'' میں نمازی کو رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اِس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اِس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں، اُس بارگاہ میں اُن کے نبی ﷺ بھی تشریف فرما ہیں، اِس لئے کہ وہ دربارِ خداوندی سے کبھی جُدا نہیں ہوتے، پس نمازی نبی کریم ﷺ کو بالمشافہ (رُوبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ (۲۱۵)

اِسی مضمون کو ''تشہد'' کے بیان میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''فتح الباری شرح صحیح بخاری'' میں حسبِ ذیل ایمان افروز عبارت میں لکھتے ہیں:

''اہلِ عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حیّ لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، اُن کی

۲۱۵۔ المیزان الکبریٰ الشّعرانیۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۱/ ۱۹۸

آنکھیں فرحتِ مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو اِس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں یہ شرفِ باریابی حاصل ہوا ہے، یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکتِ متابعت کا طفیل ہے۔

نمازیوں نے اِس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے، یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہیں، حضور ﷺ کو دیکھتے ہی ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ '' کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے''۔(۲۱۶)

اِسی طرح شاہ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں: ''اور حضور ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، تمام احوال و اوقات میں خصوصاً حالتِ عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اِس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے، اور بعض عرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب اِس وجہ سے کہ حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام موجودات کے ذرات اور افرادِ ممکنات میں جاری و ساری ہے، پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں، لہٰذا نمازی کو چاہئے کہ اِس معنی سے آگاہ رہے اور حضور ﷺ کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو، تا کہ انوارِ قُرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو''۔(۲۱۷)

سبحان اللہ کوئی ذرہ کوئی وقت ایسا نہیں جس کا تعلق دامنِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ نہ ہو۔

کُھلے کیا رازِ محبوب و محبّ مستانِ غفلت پر شرابِ قد رأى الحق زیبِ جامِ من رآنی ہے
(حدائق بخشش)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ
(اقبال)

صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۶۔ فتح الباری، کتاب الأذان، باب التشھد فی الآخرۃ، برقم:۸۳۱، الجزء (۲) ۳۳۹/۳

۲۱۷۔ أشعۃ اللمعات، کتاب الصلاۃ، باب التشھد، الفصل الأول، ۴۰۱/۱

۱۸۔ ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾ (۲۱۸)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

شانِ نزول: سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

کانوا یقولون: یا محمّدُ یا أبا القاسِمِ، فنھاھُمُ اللّٰہُ عن ذلک إعظاماً لنبیہ ﷺ فقالوا: یا نبیَّ اللّٰہِ، یا رسولَ اللّٰہِ (۲۱۹)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا محمد، یا ابا القاسم کہہ کر پکارتے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی وجہ سے اِس سے نہی فرمائی۔ پس وہ کہنے لگ گئے ''یا نبیَّ اللّٰہ، یا رسولَ اللّٰہ''۔

امام بیہقی علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ''یا محمد'' نہ کہو، بلکہ ''یا رَسُوْلَ اللّٰہِ، یا نَبِیَّ اللّٰہِ '' کہو، اس کی مثل ابو نعیم نے عن الحسن و سعید بن الجبیر سے تخریج فرمائی۔(۲۲۰)

امام مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ کا معنی یہ ہے کہ

۲۱۸۔ النور:۲۴/۶۳

۲۱۹۔ الخصائص الکبری، باب قبل باب اختصاصہ ﷺ بأن المیّت یسأل عنہ الخ، ۱۹۰/۲ و فی صفحۃ الثانیۃ باب تحریم ندائہ باسمہ ۳۲۵/۲۔

أخرجہ أبو نعیم من طریق الضحاک۔

أیضاً لباب النقول للسیوطی، سورۃ النور، الآیۃ:۶۳، ص ۲۳۰

أیضاً تفسیر المظھری، سورۃ الأحزاب، الآیۃ ۶۳، ۴۳۶/۶

أیضاً تفسیر ابن کثیر، سورۃ (۲۴) النور، الآیۃ:۶۳، ۴۱۰/۳

أیضاً تیسیر الوصول، سورۃ (۲۴) النور، الآیۃ:۶۳، ص ۲۴۷

و ھکذا فی زاد المسیر، سورۃ (۲۴) النور، الآیۃ: ۶۳، ۴۰۰/۵/۳

۲۲۰۔ المواھب اللدنیۃ، المقصد الرابع، الفصل الثانی، ۲۸۶/۲۔

أیضاً الخصائص الکبری، باب قبل باب اختصاصہ ﷺ بأن المیّت یسأل عنہ الخ، ۱۹۰/۲، و باب تحریم ندائہ باسمہ ۳۲۵/۲

لا تدعوا باسمه كما يدعوا بعضكم بعضاً (۲۲۱)

یعنی، آپ کو اپنے نام کے ساتھ ایسا نہ پکارو جیسا ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اور امام طبری نے مجاہد سے نقل کیا ہے مذکورہ آیہ کریمہ میں حکم دیا گیا کہ حضور ﷺ کو ''یارسول اللہ'' کہہ کر بلائیں اور ''یا محمد'' نہ کہیں۔(۲۲۲)

''تفسیر قادری'' ترجمہ تفسیر حسینی میں اِس آیت کے تحت ہے:

''تم رسول اللہ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو فقط نام لے کر پکارتے ہو، بلکہ چاہیئے کہ تعظیم کے ساتھ پکارا کرو، جیسے ''یارسول اللہ، یا نبی اللہ''۔اس لئے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام کو قرآن میں نام لے کر پکارا اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعظیم وتکریم کے ساتھ خطاب کیا، اور یہ قاعدہ آپ کی زندگی مبارکہ سے خاص نہ تھا، بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی جاری ہے، چنانچہ شیخ رملی قدس سرہ نے فرمایا: سید عالم ﷺ کا اسم گرامی لے کر ندا کرنے کی ممانعت کا حکم وفات کے بعد بھی باقی ہے۔(جواہر البحار) اس کے بعد فرمایا:

''ہاں اگر اسم گرامی کے ساتھ ایسے صفات ہوں جو کہ آپ کی تعظیم وتوقیر کے مقتضی ہوں تو پھر جائز وحلال ہے، جیسے یا محمد الوسیلۃ''۔(۲۲۳)

جب حضور ﷺ تمہیں کسی کام کے لئے بلانا چاہیں تو تم بلانے پر فوراً حاضر ہو اور قریب نہ جاؤ جب تک اجازت نہ ہو اور اپنے آپس پر قیاس نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اور آ کر بلا اذن بلانے والے کے لئے چلے جاتے ہو۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے حبیب کا نام لے کر ایسے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو، یعنی تم ''یا محمد'' کہہ کر نہ پکارو بلکہ ''یا نبیَ اللہ، یارسولَ اللہ''، تعظیم وتوقیر سے اور دبی ہوئی آواز سے پکارو۔(۲۲۴)

۲۲۱۔ تفسیر المظہری، سورۃ النور، الآیۃ ۶۳، ۶/۴۳۶

۲۲۲۔ تفسیر المظہری، سورۃ النور، الآیۃ ۶۳، ۶/۳۶۰

۲۲۳۔ شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ، ص ۱۴۱، ۱۴۲

۲۲۴۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثامن و العشرون، سورۃ النور، ۴/۷۳۶

امام قسطلانی لکھتے ہیں: اُمت پر حضور ﷺ کا نام لیکر پکارنا (یعنی ''یا محمد'' کہنا) حرام ہے بلکہ توقیر، تواضع اور دبی آواز کے ساتھ ''یارسولَ اللہ، یا نبیَ اللہ'' کہو۔ ملخصاً (۲۲۵)

سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمانے سے پہلے بات مت کرو اور جب حضور ﷺ کلام فرماتے ہوں تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو اور آپ ﷺ کے فیصلہ سے قبل کسی معاملہ پر فیصلہ کی جلدی کرنے سے منع کئے گئے ہو اور یہ کہ وہ کسی چیز کا حکم فرمائیں خواہ وہ جہاد سے متعلق ہو یا اُس کے علاوہ اُمور دینیہ میں سے ہو، تو آپ ﷺ کے ارشاد پر چلیں، آپ ﷺ سے پہلے کسی معاملہ میں جلدی نہ کریں، حضرت حسن، مجاہد، ضحاک، سُدی اور ثوری رحمہم اللہ کا قول بھی اِس طرف واقع ہے۔(۲۲۶)

ابو نعیم نے بطریق ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اِس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ لوگ ''یا محمد، یا ابا القاسم'' کہہ کر حضور ﷺ کو پکارا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اِس سے اپنے نبی کی عظمت واحترام کی وجہ سے منع فرمادیا، پھر لوگ ''یا نبیَ اللہ، یا رسولَ اللہ'' کہنے لگے۔(۲۲۷)

بیہقی نے قتادہ سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اُس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں اور اُن کی تعظیم وتوقیر کریں اور اُن کو سردار جانیں۔(۲۲۸)

علماء نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کو آپ کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ نہیں پکارا، امام ابو نعیم اصفہانی نے ''دلائل النبوۃ'' کی پہلی فصل کی ابتداء میں دوسری حدیث کے تحت لکھا ہے کہ نام سے کنایہ جلیل القدر مخاطب اور عظیم مدعو کی انتہائی تعظیم ہوا کرتا ہے کیونکہ جس کی تعظیم میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو اس کے نام سے کنایہ کیا جاتا ہے، اگر بادشاہ ہو تو اُسے یا أیّھا الملک، امیر ہو تو یا أیّھا الخلیفۃ کہا جائے

۲۲۵۔ المواھب اللدنیۃ، ۲/۲۸۶

۲۲۶۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث فی تعظیم أمرہ الخ، ص ۲۵۶

۲۲۷۔ دلائل النبوۃ لأبی نعیم الفصل الأول، برقم: ۴، ۱/۴۳

۲۲۸۔ الخصائص الکبریٰ، باب قبل باب اختصاصہ ﷺ بأن المیّت یسأل عنہ الخ، ۲/۱۹۰، و فی نسخۃ الثانیۃ باب تحریم ندائہ باسمہ ۲/۳۲۰

گا پس اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو انتہائی رُتبہ تک اور اَعلیٰ رفعت تک پہنچایا، فرمایا: ﴿یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ﴾(۲۲۹) اور ﴿یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ﴾(۲۳۰)

بلکہ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ، یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ (۲۳۱) "یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ، یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ" فرمایا، تمام انبیاء کو اُن کے اسماء سے پکارا، یَا آدَمُ، یَا اِبْرَاهِیْمُ، یَا مُوْسیٰ، یَا عِیْسیٰ، یَا دَاوٗدُ، یَا زَکَرِیَّا، یَا یَحْییٰ۔(۲۳۲)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ''شانِ حبیب الرحمٰن'' میں فرماتے ہیں: ''اِس کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو جو کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں کرتے ہیں ایسا نہ سمجھو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے استدعا کرتے ہو، کہ خواہ قبول ہو یا نہ بلکہ اُن کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ اُن کی جنبشِ لب کشائی کُنجی ہے۔ اِس لئے اگر انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی دعا ایسا کرنا چاہیں جو مشیتِ الٰہی کے خلاف ہو تو اُن کو دعا سے روک دیا جاتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ دعا کریں اور نا منظور ہو۔ دعا سے روکنے میں اُن کی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے، یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ چونکہ آپ کی بات خالی جائے یہ ہم کو منظور نہیں، اور ہمارے ارادے کے خلاف ہو، یہ ممکن نہیں، لہٰذا آپ اِس بارے میں دُعا نہ کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط کے بارے میں سفارش کرنا چاہی تو فرما دیا گیا: ''اے ابراہیم! اِس دعا سے اعراض فرمایئے'' ﴿یَا اِبْرَاهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا﴾ احادیث کے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ حضورِ انور ﷺ نے جن کو جس وقت جو دعا فرما دی وہ وہی قبول ہوئی۔(۲۳۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضورِ انور ﷺ کی دعوت کی، اُن کی بیوی ابھی کھانے کی

۲۲۹۔ الأحزاب: ٤٥، و الأنفال: ٦٤

۲۳۰۔ المائدة: ٤١، ٦٧

۲۳۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل السابع فیما أخبره الله تعالیٰ الخ، ص ٤٠

۲۳۲۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الثالث، ص ۳۱

۲۳۳۔ شانِ حبیب الرحمن من آیات القرآن، برقم: ٥٢، ص ۱۳۸

تیاری کر رہی تھیں کہ اُن کے ایک لڑکے نے دوسرے کو ذبح کر دیا، کیونکہ انہوں نے والد کو جانور ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا، لڑکپن کا زمانہ تھا اُس ذبح کی نقل کی اپنے بھائی کو ذبح کر دیا، پھر والد کے خوف سے اوپر چھت پر بھاگ گیا، مگر وہاں سے جو پاؤں پھسلا نیچے گر کر انتقال کر گئے، صابرہ ماں نے دعوت کی وجہ سے دونوں لاشوں کو چُھپا دیا اور کھانا تیار کر لیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا تناول فرمانے کے لئے دسترخوان پر تشریف فرما ہوئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا بچوں کو بلاؤ، ہم اُن کے ساتھ کھانا کھائیں گے، تب اُس بی بی پاک نے سارا ماجرا عرض کیا، آپ ﷺ نے اُن بچوں کی لاشوں پر دعا فرمائی بچے زندہ ہوئے اور کھانے میں شریک ہوئے۔(۲۳٤)

ایک بار قحط سالی واقع ہوئی، جمعہ کا خطبہ حضور علیہ الصلوٰۃ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ حضور بارش نہیں ہوتی اس حال میں دعا کے لئے محبوب ﷺ کے ہاتھ اُٹھ گئے، اِدھر وہ مبارک ہاتھ اٹھے، اُدھر بادل اٹھا بارش شروع ہو گئی، یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپکی اور چہرۂ انور پر بارش کا پانی بہنے لگا، لگاتار دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، جب دوسرے جمعہ خطبہ کے لئے محبوب علیہ السلام منبر پر قیام فرمایا تو اُسی اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! راستے بند ہو گئے، مکان گر گئے، بارش بہت زیادہ ہو گئی، تب محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا'' اے اللہ! اب ہمارے آس پاس بارش ہو ہم پر نہ ہو، یہ فرما کر اُنگلی سے جو اشارہ بادل کی طرف کیا جس طرف اُنگلی گھمائی اُدھر ہی بادل پھٹ گیا۔(۲۳٥) وصلی اللہ علیہ وبارک وسلم

۲۳٤۔ شواهد النبوة، رکن رابع، ص ۸۱، ۸۲

۲۳٥۔ صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع، برقم: ۱۰۱۳، ۱/۳٤۳

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، برقم: ۲۰۳۳-۸/(۸۹۷)، ص ۳۹۷، وفيه "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا"۔

أیضاً سنن النسائي، کتاب الاستسقاء، باب رفع الإمام يديه عند مسألة إمساك المطر، برقم: ۱٥۲۸، ۲/۳/۱۱٥۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدی امام اہلسنّت بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا ہم کو بھی درکار ہے

نقطہ اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی — تمہارے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی
کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا — جو دن کو کہہ دیا شب تو شب ہو کے رہی

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے قاصد گرد ونواح کے بادشاہوں کی طرف بھیجے، پھر کیا ہوا جس ملک میں بھی حضور ﷺ کا غلام گیا، اُسی ملک کی زبان میں گفتگو زبان پر جاری ہوگئی ۔(۲۳۶) سبحان اللہ

اسمِ محمد ﷺ کے آداب

علماء کرام اسمِ محمد ﷺ کے آداب میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کا نام محمد ہو (۱) اُسے نہ مارو، (۲) اُسے کسی جائز امر سے محروم نہ کرو، (۳) اُسے گالی نہ دو، (۴) اُس سے نفرت نہ کرو، (۵) اُس کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو، (۶) اُس کی تعظیم وتوقیر کرو، (۷) کسی بات پر قسم کھائے تو اُس کی قسم کو پورا کرو، (۸) کسی مجلس میں آجائے اُسے جگہ دو، (۹) غصہ کے وقت اُس کے منہ پر طمانچہ نہ مارو، اس لئے کہ محمد نام میں برکت رکھی گئی ہے، جس گھر میں ہو وہ بھی بابرکت گھر ہوتا ہے اور جس مجلس میں آجائے وہ بھی مبارک ہوجاتی ہے۔

ایک روایت ہے میں ہے کہ: (۱۰) تمہیں شرم آنی چاہئے کہ ادھر اسے ''یا محمد'' پکارتے

أيضاً المسند للإمام أحمد، ۲۵٦/۳
أيضاً نقله التبريزي في "مشكاة"، برقم: ٥٩٠٢، ۳-۳۸۸/٤
أيضاً نقله السيوطي في الخصائص الكبرى، ١٦٢/٢
أيضاً نقله ابن كثير في "دلائل النبوة"، ص ٦٨، ٧٢
۲۳٦- الخصائص الكبرى، ذكر المعجزات التي وقعت عند انفاذ كتبه ﷺ إلى الملوك، ٢/٢

ہو پھر اُسے مارتے ہو ۔(۲۳۷)

محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ ایک وقت غسل خانہ میں کھڑے تھے کسی ضرورت کے تحت ایاز کے بیٹے کو ابن ایاز (یعنی اے ایاز کے بیٹے) کہہ کر پکارا، بعد از فراغت ایاز حاضر ہوئے، عرض کی حضور آج کوئی ناراضگی ہے کہ غلام زادہ کو نام لے کر نہ پکارا، فرمایا کہ وجہ یہ تھی کہ مجھے غسل کی ضرورت تھی اور بغیر طہارت کے اُس کا نام زبان پر لانا بے ادبی ہے۔ (۲۳۸) (ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا)

عالمگیر بادشاہ کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ بادشاہ عالمگیر کا ایک خاص خادم تھا، جس کا نام محمد قُلی تھا، عالمگیر نے ایک بار فقط قُلی سے پکارا، وہ فوراً دربار میں پانی لے کر حاضر ہوا، بادشاہ نے وضو کیا، اُس وقت نماز کا وقت بھی نہ تھا، نہ ہی پانی طلب کیا محض قُلی کہہ کر آواز دی، تمام مصاحب حیران تھے کہ بادشاہ نے پانی بھی نہیں طلب کیا نہ نماز کا وقت ہے، نہ ہی اُس خادم نے پوچھا سرکار کیوں آواز دی، آواز کا دینا تھا کہ پانی حاضر کردیا، ساتھیوں نے قُلی سے پوچھا یہ کیا حکمت ہے اُس نے کہا میرا نام محمد قُلی ہے، ادب کی وجہ سے مجھے کبھی آدھے نام سے بھی یاد نہیں فرمایا بلکہ نام لے کر آواز دیتے ہیں، اب چونکہ بادشاہ نے صرف قُلی کہہ کر پکارا میں سمجھ گیا کہ بادشاہ بے وضو ہیں، اِس لئے میں نے پانی حاضر کردیا، بادشاہ نے وضو فرمایا۔(۲۳۹)

یہ وہ باادب لوگ تھے جو بغیر وضو سرکار دو عالم ﷺ کا نام مبارک نہ لیتے تھے، بانصیب تھے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضلِ ربّ
ہزار بار بشویم دہن از مُشک گلاب — ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است (۲۴۰)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب باعث ایجاد ارض وسماء ﷺ کا ادب کرنے کا طریقہ

۲۳۷- شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ، آداب اسم محمد ﷺ، ص ۱۳٦، ۱۳۷
۲۳۸- تفسیر روح البیان، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ: ٤٠، ۲۲۰/۷، ۲۲۱
۲۳۹- اسی طرح ''شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ''، آداب اسم محمد ﷺ ص ۱۳۸ میں کچھ تغیر کے ساتھ ہے۔
۲۴۰- یعنی، خدا سے ہم ادب کی توفیق مانگتے ہیں کہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے، ہزار بار منہ کو مُشک وگلاب سے دھوئیں پھر بھی آپ کا نام لینا کمال بے ادبی ہے۔

ارشاد فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کی معمولی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے	جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر	بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اُونچا تیرا
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر	خُدائے محمد برائے محمد ﷺ
خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم	خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۹۔ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا﴾ (۲۴۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسنانے والا ہو۔

یہ آیت کریمہ بھی حضور ﷺ کی نعت ہے اِس میں نبی کریم ﷺ کی رسالت عامہ کا ذکر ہے، پہلے گزر چکا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ للعالمین ہیں، یہاں فرمایا گیا: ﴿لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ تمام جہانوں کے لئے نذیر ڈرسنانے والے تو مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ تمام مخلوقِ الٰہی کے رسول ہیں، اور عالمین میں ملائکہ، جن، انسان، حیوانات اور نباتات غرض کہ عرشی فرشی سب ہی داخل ہیں، کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہونے سے خارج نہیں، اِس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے جس کو "صحیح مسلم" میں ذکر کیا گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

"وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَآفَّةً" (۲۴۱)

۲۴۱۔ الفرقان: ۱/۲۵

۲۴۱۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، برقم: ۱۱۰۳/۵،(۵۲۳)، ص ۲۴۱
أیضاً المسند للإمام أحمد ۴۱۲/۲
أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب أحوال القیامۃ الخ، باب فضل سید المرسلین صلوات و سلامہ علیہ، برقم: ۵۷۴۸ (۱۰) ۳۔۴/۳۰۴
أیضاً المواھب اللدنیۃ ۲/ ۲۵۲
أیضاً الخصائص الکبری، ۱۹۳/۲

یعنی، میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(۲۴۲)

اِس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری "مرقاۃ" (۲۴۳) میں فرماتے ہیں کہ یعنی تمام موجودات کی طرف ہم نبی بنا کر بھیجے گئے، جن ہوں یا انسان، فرشتے ہوں یا حیوانات یا جمادات اور اِس کی تحقیق امام قسطلانی نے "مواہب اللدنیہ" (۲۴۴) میں فرمائی۔

اِس آیت نے بتایا کہ جس کو ربوبیت الٰہی سے حصہ ملا اُس کو نبوت مصطفائی میں پناہ ملی، اللہ ہر مخلوق کا خالق اور رسول ﷺ ہر مخلوق کے نبی ﷺ، حضرت آدم علیہ السلام سب انسانوں کے باپ ہیں لیکن نبی کریم ﷺ انسانوں کے اور دیگر تمام مخلوق کے بھی نبی ہیں خواہ وہ ارضی ہوں یا سماوی۔

حدیث پاک میں ہے کہ بروزِ قیامت بے سینگ والے جانور کا بدلہ سینگ والے جانور سے دلوایا جائے گا، پھر ان کو مٹی بنا دیا جائے گا، جس سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنا جانوروں پر بھی حرام ہے(۲۴۵) لیکن ہر مخلوق کے احکام ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔

جس طرح گھاس درخت وغیرہ عبادت الٰہی کرتے ہیں فرمان خداوندی ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ (۲۴۶)

۲۴۲۔ جب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بن کر تشریف لائے تو آپ کی رسالت ہر زمانے اور ہر مکان کے لئے ہے، اسی طرح علامہ سید محمد بن علوی مالکی نے "خصائص الأمۃ المحمدیۃ" (ص ۲۵) میں ذکر کیا ہے۔

۲۴۳۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضائل و الشمائل، باب فضائل سید المرسلین ﷺ، برقم: ۵۷۴۸ (۱۰) ۴۲۷/۱۰

۲۴۴۔ المواھب اللدنیۃ، المقصد الرابع، الفصل الثانی، ۲۷۹/۲، ۲۸۰، و ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵

۲۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب تحریم الظلم، برقم: ۶۶۷۲/ ۶۰ (۲۵۸۲) ص ۱۲۴۶
أیضاً سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ و الرقائق و الورع، باب ما جاء فی شأن الحساب و القصاص، برقم: ۲۴۲۰، ۳۴۲/۳
أیضاً المسند للإمام أحمد، ۴۱۱/۴

۲۴۶۔ بنی إسرائیل: ۴۴/۱۷

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اُس کی پاکی نہ بولے ہاں تم
اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

اس لئے اُن کی برکت سے میت سے عذابِ قبر کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کے پتھر پہاڑ میں بھی احساس ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اُحد ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اُحد سے''۔(۲۴۷)

ستونِ حنانہ نبی کریم ﷺ کے فراق میں رویا۔(۲۴۸)

بعض پتھر بھی جہنم میں جائیں گے خواہ وہ پتھر پرست لوگوں کو دکھانے کے لئے جائیں یا سزا کے لئے، غرض یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے لئے نبی ہیں، ہر ایک قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے اپنے احکام حاصل کرتی ہے، جنات نے حضور ﷺ سے بیعت کی اور عرض کیا: ''یا حبیبَ اللہ! آپ اپنی اُمت کو منع فرما دیں کہ ہڈی اور گوبر سے استنجاء نہ کریں کیونکہ اس میں ہمارا رزق ہے''۔(۲۴۹)

خصائص مصطفیٰ ﷺ

شیخین نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۲۴۷۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب خرص التمر، برقم: ۱۴۸۲، ۱/۳۶۵ و کتاب المغازی، باب أحد یحبنا و نحبہ، برقم ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۲/۳۹
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الحج، باب أحد یحبنا و نحبہ، برقم ۳۳۵۰/ ۵۰۳ (۱۳۹۲) و ۳۳۵۱/ ۵۰۴ (۱۳۹۳)، ص ۶۴۰

۲۴۸۔ ستونِ حنانہ کا واقعہ متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا جن میں سے حضرت ابی بن کعب، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، سہل بن سعد، ابو سعید خدری، بُریدہ، اُم سلمہ اور مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہم (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الرابع، فصل فی قصۃ حنین الجذع، ص ۱۹۳)

۲۴۹۔ امام ولی الدین تبریزی نے امام ترمذی کی ''سنن'' (برقم: ۱۸) کے حوالے سے حضرت ابن مسعود کی روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے (مشکاۃ المصابیح، کتاب الطھارۃ، برقم: ۳۵۰ (۱۷)، ۱/۲-۸۳)

''مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں(۲۵۰): (۱) ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نُصرت کی گئی۔(۲۵۱) (۲) اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بوقتِ ضرورت بنائی گئی، تو میری اُمت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اُسے وہیں پڑھنی چاہئے، (۳) میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا اور یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی، (۴) مجھے شفاعت عطا کی گئی۔(۲۵۲) (۵) اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے''۔(۲۵۳)

ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید دارمی نے اپنی کتاب ''الردّ علی الجہمیۃ'' میں

۲۵۰۔ اور صحیح مسلم کی حدیث ابو ہریرہ سے مروی حدیث میں چھ کا ذکر ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں تین کا (صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، برقم: ۱۱۰۱/ ۴-(۵۲۲) و برقم: ۱۱۰۳/ ۵-(۵۲۳)، ص ۲۴۱) امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں کہ جس حدیث شریف میں پانچ کا ذکر ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ نبی ﷺ کے خصائص پانچ ہی ہیں اور پھر متعدد احادیث میں مذکور خصائص ذکر کر کے لکھا یہ سترہ ہو گئے اور ممکن ہے کہ جو تتبع و تلاش میں گہری نظر رکھتا ہو وہ ان سے زیادہ کو پائے اور لکھتے ہیں کہ ابو سعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ساٹھ شمار کئے ہیں (جیسا کہ اس کتاب کے ''جامع أبواب فضل النبی ﷺ'' کے اکیسویں باب میں ہے) اور بعض علماء نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ کو تین ہزار معجزات اور خصائص عطا کئے گئے۔ (المواھب اللدنیۃ، ۲/۲۵۲، ۲۵۳)

۲۵۱۔ امام طبرانی کی حضرت سائب بن یزید کی روایت میں ہے کہ ایک ماہ کی مسافت تک میرے آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک میرے پیچھے رُعب کے ساتھ میری نُصرت کی گئی ہے اور حضرت ابن عباس سے یوں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دشمن پر دو ماہ کی مسافت تک رُعب سے نُصرت کی گئی ہے (الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ ﷺ بالنصر بالرعب مسیرۃ شھر أمامہ و شھر خلفہ الخ، ۲/۱۹۴)

۲۵۲۔ صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، برقم: ۳۳۵، ۱/۸۷
أیضاً صحیح مسلم، کتاب المساجد مواضع الصلاۃ، برقم: ۱۰۹۹/ ۳-(۵۲۱) ص ۲۴۰
أیضاً الخصائص الکبریٰ، ۲/۱۸۷

۲۵۳۔ صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، برقم: ۳۳۵، ۱/۸۷۔
أیضاً صحیح مسلم، کتاب المساجد مواضع الصلاۃ، برقم: ۱۰۹۹/ ۳-(۵۲۱) ص ۲۴۰
أیضاً الخصائص الکبریٰ، ۲/۱۸۷

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کا اظہار کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائی ہے، اور انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی، (۲۵۴) جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا، (۲) مجھے حکم دیا کہ میں جنات کو ڈراؤں، (۳) اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القاء فرمایا درآں حالیکہ میں اُمّی ہوں بلاشبہ حضرت داؤد کو زبور، حضرت موسیٰ کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی گئی، (۴) یہ کہ میرے لئے پچھلوں کے اور میرے اگلوں کے گناہ بخشے گئے، (۵) اور یہ کہ مجھے "الکوثر" عطا فرمائی، (۶) میری مدد فرشتوں کے ذریعے کی گئی اور مجھے نُصرت عطا فرمائی۔ (۷) اور میرے دشمنوں پر رُعب ڈالا گیا، (۸) اور یہ کہ میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا۔ (۹) اور یہ کہ میرے لئے میرا ذِکر اذانوں میں بلند کیا، (۱۰) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے روزِ قیامت مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا، درآں حالیکہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے، (۱۱) اور جب لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اُٹھایا جائے گا، (۱۲) اور جنت میں میری شفاعت سے ستر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے، (۱۳) اور اللہ تعالیٰ کی جنّاتِ نعیم میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا، میرے اوپر بجز اُن فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی مخلوق نہ ہوگی، (۱۴) اور مجھے غلبہ عطا فرمایا، (۱۵) اور میرے لئے اور میری اُمّت کے لئے غنیمت کو حلال بنایا اس کے باوجود کہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔(۲۵۵)

ابن سعد نے حسن رضی اللہ عنہ (۲۵۶) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں ہر اُس شخص کا رسول ہوں جس کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو

۲۵۴۔ ہیں تو یہ دس باتیں مگر اجزاء کے اعتبار سے پندرہ ہو جاتی ہیں اس لئے ہم نے اسے پندرہ میں تقسیم کر دیا ہے۔

۲۵۵۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بعموم الدعوة للناس كافّة الخ، ۱۸۸/۲

۲۵۶۔ حسن سے مراد حسن بصری ہوں گے اس طرح یہ حدیث مُرسل ہوگی جیسا کہ علم حدیث سے واقفیت رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

میرے بعد پیدا ہوگا"۔(۲۵۷)

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔(۲۵۸)

یعنی، قیامت کے روز میری متبعین تمام نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "روز قیامت میری اُمّت میرے ساتھ سیلِ رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے، اسی طرح میری اُمّت لوگوں پر چھا جائے گی، اُس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی اُمتیں ہیں اُن سب سے زیادہ اُمّت حضرت محمد ﷺ کی ہے۔(۲۵۹)

اللہ تعالیٰ ہر مقام پر ہر موقع پر وہ دنیا کا مقام ہو یا آخرت کا اپنے نبی مکرم ﷺ کو سب پر فضیلت عطا فرماتا ہے اور اپنے محبوب ﷺ کو خوش کرتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

۲۰۔ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (۲۶۰)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ میں کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اُس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

شانِ نزول: یہ آیت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور اُن کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور اُن کی والدہ اُمیمہ بنت عبد المطلب کے حق میں نازل ہوئی، اُمیمہ سید عالم ﷺ کی پھوپھی تھیں، واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے آزاد فرمایا

۲۵۷۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بعموم الدعوة للناس كافّة الخ، ۱۸۸/۲

۲۵۸۔ صحیح مسلم، كتاب الإيمان، باب في قول النبي ﷺ: "أنا أول الناس يشفع في الجنة"، برقم: ۴۰۴/۳۳۱۔ (۱۹۶)، ص ۱۲۱

۲۵۹۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بعموم الدعوة للناس كافّة الخ، ۱۸۸/۲

۲۶۰۔ الأحزاب: ۳۶/۳۳

مگر وہ حضور ﷺ کے فیضِ صحبت سے علیحدگی گوارا نہ کرتے ہوئے خدمتِ اقدس میں ہی رہے، حضور ﷺ کو بھی یہ محبوب تھے، حضور ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے اُن کے رشتے کا پیام دیا، اِس پیام کو اول حضرت زینب اور اُن کے بھائی عبداللہ نے منظور نہیں کیا، اِس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(۲٦۱)

چنانچہ جب حضرت زینب اور اُن کے بھائی عبداللہ نے یہ حکم سُنا تو فوراً راضی ہو گئے، اور حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا، اور خود ہی حضرت زید رضی اللہ عنہا کا مہر دس دینار ساٹھ درہم اور ایک جوڑا کپڑا، پچاس مُد کھانا، تیس صاع کھجوریں ادا فرمایا۔

اِس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کے فیصلے سے کسی کو اختلاف کا حق نہیں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار بنا کر مبعوث فرمایا، آپ ﷺ جسے چاہیں جو حکم فرمائیں اور جس سے چاہیں منع فرمادیں، جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جسے چاہیں حرام، آپ ﷺ اللہ عزّ وجلّ کی طرف سے مختار ہیں۔

چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:

حدثنا محمد ابن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر ابن عاصم عن رجلٍ منهم رضی الله تعالیٰ عنه "أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّيَ إِلَّا صَلَاتَيْنِ، فَقَبِلَ ذَالِكَ مِنْهُ (۲٦۲)

۲٦۱۔ تفسير البغوی، سورة الأحزاب، الآية ٣٦، ٢٦١/٥

أيضاً تفسير الخازن، سورة الأحزاب، الآية ٣٦، ٢٦١/٥

أيضاً زاد المسير، سورة (٣٣) الأحزاب، الآية: ٣٦

أيضاً لباب النقول للسيوطي، سورة (٣٣) الأحزاب، الآية: ٣٦، ص ٢٥٣

أيضاً تفسير الطبری، سورة (٣٣) الأحزاب، الآية: ٣٦، ٣٠١/١٠

أيضاً تفسير القرطبي، سورة (٣٣) الأحزاب، الآية: ٣٦، ١٨٦/١٤/٧

أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (٣٣) الأحزاب، الآية: ٣٦، ٦٤٨/٣

قرطبی (١٨٧،١٨٦/١٤/٧) اور ابن کثیر (٦٤٩/٣) میں ابن ابی حاتم کی روایت سے ہے کہ یہ آیہ کریمہ اُمِّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط اور اس کے بھائی کے حق میں نازل ہوئی۔

۲٦۲۔ المسند للإمام أحمد، ٢٥/٥، و ٣٦٣/٥

یعنی، ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور اس شرط پر ایمان لایا کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، حضور ﷺ نے اِس شرط کو قبول فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو گواہوں کی گواہی کے برابر قرار دی، واقعہ یہ تھا نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سوار ابن حارث سے گھوڑا خریدا، مگر بعد میں اُس اعرابی نے اِس سودے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا، اور کہا اگر آپ نے خریدا ہے تو کوئی گواہ لائیے، اللہ کی شان کہ یہ خرید وفروخت تنہائی میں ہوئی تھی۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اور آپ نے یہ گھوڑا خریدا ہے اور اعرابی جھوٹا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم کیونکر گواہی دے رہے ہو تم نے تو اِس سودے کو نہیں دیکھا"۔ خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو حضور ﷺ کی زبان سے سُن کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، جنت و دوزخ اور قیامت وغیرہ تمام کی گواہی دی ہے، اور پڑھا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" تو کیا ایک گھوڑا اِن سے زیادہ ہے، میں حضور کی زبان سے سُن کر گواہی دیتا ہوں، اُن کا یہ کلام بارگاہِ رسالت ﷺ میں ایسا مقبول ہوا کہ اُن کی گواہی دو گواہوں کی طرح فرما دی۔(۲٦۳) صلی اللہ علیہ وسلم (۲٦٤)

۲٦۳۔ سنن أبي داؤد، كتاب الأقضية، باب إذا علم الحاكم صدقه الشاهد الواحد الخ، برقم: ٣٦٠٧، ٢٣/٤

أيضاً سنن النسائي، كتاب البيوع، باب التسهيل في ترك الإشهاد على البيع، برقم: ٤٦٤٧، ٢١٦/٧/٤

أيضاً الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بأنه يخص من شاء بما شاء من الأحكام، ٢٦٢/٢ـ ٢٦٣

۲٦٤۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "خزیمہ جس کے لئے یا جس کے خلاف گواہی دے تو وہ گواہی اُسے کافی ہے" (التاریخ الكبير للبخاري، باب المحمدون، برقم: ٢٣٨، ٩٠/١

أيضاً نقله السيوطي في الخصائص الكبرى، ٢٦٢/٢) اور علامہ ابوالحسن کبیر سندھی لکھتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے بعد وہ گھوڑا اعرابی کو لوٹا دیا اور گھوڑا اعرابی کے پاس اُسی رات مر گیا (حاشية السندي على السنن للنسائي، ٢١٦/٧/٤)